عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۸ روپے

جلد: ۲۶ | ۲۴/ذوالحجہ تا یکم محرم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/جنوری ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۳

مسلمان

شاندار ماضی

ناگفتہ بہ حالت

یکم محرم الحرام

شہادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ہمارا اصل کام؟

صابئیت پرستی

یہودیت کا نیا فتنہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں:

س:...... جیسا کہ احادیث وقرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں' اب ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کون سے آسمان پر ہیں؟ اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے' مثلاً: کھانا پینا' سونا جاگنا' اور انس والفت؟ اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی؟ وضاحت کرکے مطمئن کریں۔

ج:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے' جس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیث معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی۔ آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی' جیسا کہ اہل جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جو جادو یا سفلی عمل کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے:

س:...... کوئی آدمی یا عورت کسی پر تعویذ' دھاگا' سفلی عمل یا پھر جادو کا استعمال کرے اور اس کے اس عمل سے دوسرے آدمی کو تکلیف پہنچے یا پھر اگر وہ آدمی اس تکلیف سے انتقال کرجائے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کا کیا درجہ ہوگا چاہے وہ تکلیف میں ہی مبتلا ہوں یا انتقال ہوجائے؟ کیونکہ آج کل کالے عمل کا رواج زیادہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عروج کررہا ہے' لہٰذا مہربانی فرماکر تفصیل سے لکھئے تاکہ یہ کالے دھندے کرنے اور کرانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہوسکے۔ اللہ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

ج:...... جادو اور سفلی عمل کرنا' اس کے بدترین کبیرہ گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں' گنہگار اور فاسق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ یہ بھی فقہائے امت نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔

دست شناسی اور اسلام:

س:...... اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟

س:...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے اور کس موقع پر ایمان لائے تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

ج:...... مشہور تو یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے' لیکن "الاصابہ" (۴۳۳/۳) میں واقدیؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے تھے لیکن اپنے اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۳ ۲۴/ذوالحجہ تا یکم محرم ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۱۵/جنوری ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

سعودی عرب جدہ سے ۱۰۰ قادیانیوں کی گرفتاری	اداریہ	۴
آسمان نبوت کے ماہ تمام ﷺ	محمد عمر بن محفوظ	۹
مسلمان شاندار ماضی نا گفتہ بہ حالات	مولانا معراج احمد چمپارنی	۱۱
بتاؤں میں تمہیں کیسے؟	مولانا محمد عفان نیازی	۱۳
ہمارا اصل کام	مولانا محمد منظور نعمانی	۱۴
یکم محرم/شہادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	مفتی محمد بلال	۱۷
ماہ محرم الحرام	مشتاق احمد عباسی	۱۹
مادیت پرستی یہودیت کا نیا فتنہ	مولانا حبیب الرحمن اعظمی	۲۲
قادیانیت کا مکروہ چہرہ!	مولانا سعید احمد جلال پوری	۲۳
قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی جدو جہد ۹۰ سال پر محیط ہے	مولوی فقیر محمد	۲۷

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۱۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

سعودی عرب جدہ سے ۱۰۰ قادیانیوں کی گرفتاری

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

۱۸/ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۹/جنوری ۲۰۰۷ء روزنامہ ''اسلام'' کراچی کی خبر ذیل میں ملاحظہ ہو:

''پ ر (اسلام نیوز) سعودی حکومت نے ایک سو سے زائد قادیانیوں کو جدہ اور دیگر مقامات سے گرفتار کیا ہے' یہ قادیانی سعودی عرب کے مختلف شہروں میں غیر قانونی طور پر مقیم تھے اور بعض برطانیہ سے خود کو مسلمان ظاہر کر کے حج کے لئے آئے تھے' گرفتار شدگان میں زیادہ کا تعلق ہندوستان سے ہے' ایک پاکستانی اور ایک شامی ہے' ان میں انصار اللہ اور ملک فاضل نامی دو اہم قادیانی رہنما بھی ہیں۔ ذرائع کے مطابق جدہ میں قادیانیوں نے اپنا خفیہ مرکز بھی بنایا ہوا تھا جس کو سیل کر دیا گیا ہے اور سعودی حکومت نے تمام ریکارڈ ضبط کر لئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق گرفتار شدگان میں بعض بچوں سمیت قیام پذیر تھے سعودی حکومت نے گرفتار کر کے مردوں کو جیل بھیج دیا ہے اور ان کے خاندانوں کو ملک بدری کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔''

اسلامیانِ وطن کو یاد ہوگا کہ جناب پرویز کی حکومت نے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ بناتے وقت پاکستانی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کر دیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے تحریک چلائی' تمام دینی جماعتوں کو ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا' حق تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال ہو گیا۔

اس تحریک کے دوران میں ایسا موقع آیا کہ حکومت نے اس معاملہ پر حتمی رپورٹ کے لئے وفاقی وزیر دفاع جناب راؤ سکندر اقبال کی سربراہی میں چھ رکنی (شش جہتی) کمیٹی بنائی' کمیٹی کے سربراہ اور ارکین کو مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا تحریری موقف ڈاک کے ذریعہ اور پھر مقامی علماء کرام کے ذریعہ فرداً پہنچایا۔ جناب راؤ سکندر صاحب سے جمعیت علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا سیّد امیر حسین گیلانی کی قیادت میں مقامی تمام دینی قیادت نے ان کی رہائش گاہ میں ملاقات کی۔ اس دوران میں قادیانی جماعت چناب نگر کے شمیم احمد خالد قادیانی ستارہ امتیاز ملٹری نے اپنا تحریری نقطۂ نظر بھجوایا' اس کی ہمیں بھی اپنے ذرائع سے کاپی مل گئی' اس میں قادیانی جماعت نے موقف اختیار کیا کہ: ''امریکا' جرمنی' برطانیہ' مغربی افریقی ممالک اور بھارت وغیرہ سے ہر سال حج وعمرہ پر ہمارے قادیانیوں کی بہت بڑی تعداد حرمین شریفین جاتی ہے۔''

اس قادیانی خط کو بنیاد بنا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس وقت کے سعودی فرمانروا جناب ملک فہد بن عبدالعزیز کو تحریری طور پر درخواست بھیجی کہ آپ حج وعمرہ کے لئے اپنے دنیا بھر کے سفارت خانوں کو ایک حلف نامہ دیں' وہ تحریری حلف نامہ حج وعمرہ کے لئے درخواست دہندہ سے پُر کرائے بغیر حج وعمرہ کا ویزا جاری نہ کریں' اس حلف نامہ میں ختم نبوت کا اقرار اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب ودجال وکافر پر حلف لیا جائے' تاکہ دنیا بھر سے کوئی بھی قادیانی حرمین شریفین نہ جاسکے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم ناظم اعلیٰ جمعیت علماء برطانیہ' حضرت مولانا قاری محمد اسمٰعیل رشیدی نے برطانیہ میں رابطہ عالم اسلامی کے ذمہ داران سے اور خود سعودی وزارت داخلہ سے بھی بات چلائی' رابطہ عالم اسلامی کا مکہ مکرمہ میں اجلاس طے پایا' اس میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آنا تھا کہ جناب شاہ فہد کا انتقال ہو گیا' اس کے باعث نہ رابطہ کا اجلاس ہوسکا' مسئلہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔

جناب شاہ فہد مرحوم کے بعد سعودی عرب کے سربراہ جناب شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز مقرر ہوئے تو مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان حضرات کو خطوط بھجوائے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

''۱:......خادم الحرمین الشریفین الملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل السعود' ۲:......صاحب السمو الملکی الامیر سلطان بن عبدالعزیز آل السعود' ۳:......صاحب السمو الملکی الامیر سعود الفیصل' ٤:......صاحب السمو الملکی الامیر نایف بن عبدالعزیز آل السعود' ٥:...... معالی الشیخ صالح الحصین' ٦:...... معالی الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ' ۷:......معالی الشیخ علی بن عبدالرحمن الحذیفی' ۸:......معالی الشیخ عبداللہ السبیل' ۹:......معالی الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی' ۱۰:......فضیلۃ الشیخ محمد بن ناصر العبودی' ۱۱:......معالی سفیر المملکۃ العربیۃ السعودیۃ المبعوث الی اسلام آباد باکستان' ۱۲:......مولانا محمد صاحب مکی مدارس حرم مکۃ المکرمہ' سعودی عرب۔'' خط کا اردو متن یہ ہے:

''بخدمت جناب......................صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'　　　　مزاج گرامی!

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے اوائل ۱۹۰۰ء میں جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا۔ قرآن وسنت میں تحریف کا

مرتکب ہوا' انبیاء کرام علیہم السلام کی اس نے تضحیک و تحقیر کی' غیر ملکی اسلام دشمن طاقتوں کا یہ آلہ کار تھا اور جبکہ پوری دنیائے اسلام اسرائیل کی چیرہ دستیوں پر نوحہ کناں ہے اس جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار قادیانی گروپ ولاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں' ان کا مرکز اسرائیل میں بھی قائم ہے اور یوں یہ گروہ صیہونیت و مغربیت کا پروردہ ہے' برصغیر کے علمائے کرام کی کوششوں سے قادیانیوں کا کفر پوری دنیا پر واضح ہوا' اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے' پارلیمنٹ کا فیصلہ اس پر شاہد و ناطق ہے۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے عالم اسلام کے ممتاز دینی ادارہ رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرمہ کی جدوجہد پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ہے' جلالۃ الملک شاہ فیصل مرحوم کی گرانقدر سنہری خدمات پر سعودی عرب کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں' سعودی حکومت نے ان کے حدود و حرمین شریفین میں داخلہ پر پابندی عائد کی' پاکستان کے علمائے کرام اور دینی جماعتوں کی جدوجہد سے پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا گیا' اب حال ہی میں پھر قادیانیوں نے پاکستان میں سازش کر کے پاکستانی پاسپورٹ سے خانہ مذہب حذف کرایا جو اب علمائے کرام کی کوششوں سے بحال ہو گیا ہے۔

جن دنوں پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کیلئے بات چیت چل رہی تھی تو حکومت پاکستان نے چھ رکنی وزارتی کمیٹی قائم کی' جس نے علمائے اسلام کا موقف سن کر پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ سے متعلق سفارش کرنی تھی' اس موقع پر قادیانی جماعت کی طرف سے ایک سابق فوجی قادیانی شمیم احمد خالد نے ایک خط اردو میں کمیٹی کے سربراہ کو ارسال کیا۔

ہمیں یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ سعودی حکومت کی غیر مسلموں کیلئے حدود حرمین شریفین میں پابندی کے باوجود قادیانی پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک جیسے افریقہ' امریکا اور یورپ کے قادیانی حج پر جاتے ہیں' قادیانی گروہ غیر مسلم ہونے کے باوجود حرمین شریفین میں داخلہ کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے' پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب اور پاسپورٹ کے فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ ہونے کے باعث ان کے لئے حرمین شریفین میں جانا ممکن نہیں رہا' البتہ دوسرے ممالک سے قادیانی حج و عمرہ کا سعودی ویزا لے کر حرم شریف جاتے ہیں' جیسا کہ قادیانی کے خط سے ظاہر ہے۔

تو آپ سے استدعا ہے کہ سعودی حکومت ان کے حدود حرمین شریفین میں داخلہ کے روکنے کے عمل کو یقینی بنائے' مناسب ہوگا کہ حج و عمرہ کے ویزا کے حصول کیلئے سعودی حکومت جو فارم مہیا کرتی ہے' اس میں ایک حلف نامہ لازمی طور پر شامل کیا جائے' جس میں ختم نبوت کا اقرار اور جھوٹے نبیوں بالخصوص مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا واضح ذکر ہو اور ہر وہ شخص جو حج و عمرہ کے ویزا کے حصول کا خواہشمند ہو وہ اسے پُر کرے' اب ظاہر ہے کہ قادیانی اپنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کریں گے تو یوں ان کے حدود حرمین میں داخلہ کی روک تھام ہو جائے گی' اس حلف نامہ کے بغیر کسی کو حج و عمرہ کا ویزا نہ دیا جائے۔ آپ کی اس معمولی کاوش سے جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہوگا' وہاں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر تمام مسلمانوں پر واضح ہوگا اور حدود حرمین شریفین میں ان کا آئینی و قانونی طور پر داخلہ بند ہو جائے گا اور سعودی حکومت کے قانون پر عمل درآمد یقینی ہو جائے گی۔

امید ہے کہ اس کیلئے فوری اقدام کر کے عالم اسلام کے مسلمانوں کو قادیانیوں کو چیرہ دستیوں سے محفوظ فرمائیں گے۔"

والسلام

خان محمد عفی عنہ

یہ خطوط دارالعلوم دیوبند' ندوۃ العلماء لکھنؤ' بنگلہ دیش' جمعیۃ علماء برطانیہ' وفاق المدارس العربیہ پاکستان' دینی اسلامی تنظیمات کو بھی بھجوائے گئے کہ آپ اپنی اپنی طرف سے سعودی گورنمنٹ سے مطالبہ کریں کہ وہ دنیا بھر کے حج و عمرہ کے عازمین کو ویزا جاری کرنے سے قبل ختم نبوت پر ایمان اور منکرین ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر دستخط کرائے بغیر ویزا جاری نہ کریں' چنانچہ دنیا بھر سے یہ مطالبہ ہوا' حضرت مولانا محمد مکی' حضرت مولانا سیّد عنایت اللہ مکی' حضرت مولانا ملک عبدالحفیظ مکی اور ان کے گرامی قدر رفقاء سے ملاقاتیں کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے متذکرہ بالا محضر نامہ دیا اور تفصیل عرض کی۔ ان حضرات نے رابطہ کے حضرات سے ملاقاتیں کیں۔

۹/ جنوری ۲۰۰۷ء کی خبر آپ نے پڑھی کہ ہمارے خدشات صحیح تھے' ہمیں یقین کامل ہے کہ اس آپریشن سے قادیانیوں کا خفیہ نیٹ ورک مکمل طور پر سعودیہ میں بند ہوگا' لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو تجویز دی تھی وہ اس مسئلہ کا دائمی حل ہے' جب تک حلف نامہ پر دستخط کئے بغیر حج و عمرہ کے ویزا کا اجراء مشروط نہیں ہوگا' یہ بلی چوہے کا کھیل جاری رہے گا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ حکومت سعودیہ اس کا فوری اعلان کرے' ورنہ قادیانیوں پر حرمین شریفین کے داخلہ کی پابندی تو جناب شاہ فیصل مرحوم کے دور سے موجود ہے لیکن قادیانی اپنی چوری سینہ زوری سے باز نہ آئیں گے' اگر یہ پہلے کر لیا جاتا تو امت کی یہ پریشانی دور ہو جاتی' ورنہ پھر: "چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" والا معاملہ ہوگا۔

آسمانِ نبوت کے ماہ تمام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد عمر بن محفوظ

بعثت نبویؐ سے پہلے دنیا کے حالات:

اگر ادیان و مذاہب عالم کی تاریخ اور ان کے اصولی فلسفے پر نظر ڈالی جائے اور بغور اس کا مطالعہ بلکہ تجزیہ کیا جائے تو ہر ذی عقل و فہم انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ہر ایک مذہب اور داعی مذہب کے مبعوث کئے جانے کی غرض اخلاق و سیاست' تہذیب و تمدن کی اصلاح اور راہِ مستقیم کی ہدایت کے علاوہ کچھ اور نہ تھی اور قدرت الٰہیہ ہمیشہ اسی اصول پر کارفرما رہی ہے کہ جب انسان کے اخلاق و آداب پست ہو گئے' لوگ فضائل سے دور اور رذائل سے قریب ہو گئے' انسانی تہذیب و تمدن بربریت و بہیمیت کے ہاتھوں مسخ ہو گیا' ہر طرف ظلم و ستم اور جور و استبداد کا دور دورہ ہو گیا اور ربانی تعلیمات سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو ذات واجب الوجود نے کسی نہ کسی نبی اور رسول کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ سرگشتگانِ وادیٔ ضلالت کو اپنی مصلحانہ جدوجہد اور پُرخلوص مساعی اور کوششوں سے راہِ راست پر لگا دے۔

چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور آپ کی بعثتِ مبارکہ سے پہلے نہ صرف سرزمین عرب بلکہ اس عالم خون و فساد کا چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ فسق و فجور اور کذب و زور کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت ملک کے ملک اور براعظم کے براعظم اللہ کے نورِ توحید کی دولت' علم کی روشنی' انسانیت کے درد' اخلاق حسنہ اور محاسن افعال کی برکت سے خالی ہو چکے تھے قرآن نے بڑے بلیغ انداز میں اس کی تصویر کشی یوں کی ہے کہ "ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس"

وہی حضرت انسان جس کو خدائے ذوالجلال و الاکرم نے اشرف المخلوقات کا اعزاز دے کر مسجود ملائک بنایا تھا' بلا اکراہ شجر و حجر اور شمس و قمر کو سجدہ کرنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا تھا صفاتِ ملکوتی اور اخلاق الٰہیہ کو شیطان لعین کے پھندوں میں پھنس کر کلیتاً نسیاً منسیا کیا جا چکا تھا' انسانی تہذیب و تمدن ہی نہیں بلکہ انسانیت کی دھجیاں بربریت و بہیمیت کے ہاتھوں بکھیری جا رہی تھیں' عدل و انصاف' رحم و کرم' صدق و ایثار' امانت و دیانت' عفت و صداقت' ہمدردی و غمگساری' حق گوئی و بیباکی اور صفاتِ حمیدہ کا جنازہ نکل چکا تھا' فحاشی و عریانیت بے پردگی و اباحیت' بغض و عداوت' نفاق و شقاق' خود غرضی و بے حیائی' مفاد پرستی و بداخلاقی' احسان فراموشی و خود فروشی' کذب و زور اور فسق و فجور انسانوں کے دستور العمل بن چکے تھے۔ اور خصوصیت کے ساتھ جزیرۂ عرب شہوانیت و طاغوتیت کا مکمل مجسمہ بن چکا تھا۔ بالآخر رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور نظامِ قدرت کو ایک مرتبہ پھر دہرایا گیا اور دنیا کے اسی بے آب و گیاہ سرزمین عرب سے (جسے اخلاقی و عمرانی اعتبار سے سب سے کمترین سمجھا جاتا تو بجا تھا) مشیت ایزدی نے حکمت و ہدایت کا ایک سرچشمہ جاری کیا' جس نے صدیوں کے اخلاقی و روحانی مریضوں کے لئے آبِ حیات اور اکسیر کا کام دیا یعنی خداوند قدوس نے فخر موجودات' سرور کائنات کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔

ماہِ تمام کی آمد:

آسمانِ نبوت کا یہ ماہِ تمام ۹/ ربیع الاول (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں علماء کا اختلاف ہے' چنانچہ بعض علماء نے ۸/ ربیع الاول بعض نے نو اور بعض نے بارہ تاریخ ولادت بتلائی ہے' بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ربیع الآخر یا صفر اور بعضوں کے قول کے مطابق رجب یا رمضان المبارک میں پیدا ہوئے' جمہور کا یہی قول ہے کہ ماہ ربیع الاول میں آپ پیدا ہوئے علامہ ابن جوزیؒ نے اسی پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔ عیسوی سال کے حساب سے اور جدید علم ریاضی کی جدید تحقیق سے ۹/ ربیع الاول ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے) ۵۳ قبل ہجرت مطابق ۲۲/ اپریل ۵۷۱ء کو اس کائنات پر طلوع ہوا اور کفر و شرک کی ظلمت و تیرگی کو ایمان کے نور اور روشنی سے دور کر گیا' دنیا اس کے وجود باسعود سے مہک مہک اٹھی:

زمانہ ہو گیا' گزرا تھا کوئی بزم انجم سے
غبارِ راہ روشن ہے بہ شکل کہکشاں اب تک
فضا نور سے بھر رہی ہے' کسرائے فارس کا محل
لرز رہا ہے' دریائے ساوہ کی روانی تھم رہی ہے' آتش

کدۂ فارس کی صدہا برس سے بھڑکتی رہنے والی آگ بجھ رہی ہے' ایوانِ باطل کانپ رہے ہیں' بتانِ باطل منہ کے بل گر رہے ہیں' وقائع عالم نے جھک کر تاریخ سے سرگوشی کی یہ انقلابات آج کیسے برپا ہو رہے ہیں' تاریخ نے کہا محسن انسانیت تشریف لا رہے ہیں۔

بے مثال عظمت و رفعت:

آنے کو تو اس دنیا میں بیسیوں انبیاء و رسل سینکڑوں غوث و قطب و ابدال' ہزاروں رشی و اوتار اور اعاظم رجال' لاکھوں مصلحین امت و سالکین راہِ طریقت' کروڑوں اللہ کے بندگانِ محترم اور زہاد و مکرم آئے لیکن جو مقام و مرتبہ یتیم عبداللہ' جگر گوشۂ آمنہ' تاجدار مدینہ' ہادی کل' دانائے سبل' فخر رسل' سید الاولین و الآخرین اشرف الانبیاء والمرسلین نبی اکرم سرکار دو عالم کو ملا وہ کسی کو بھی نہ مل سکا:

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے
مصلح ملی و ملکی ورشی بھی آئے
حق کے جوینده وحق کے ولی بھی آئے
واقف و محرمِ سر ازلی بھی آئے
آئے دنیا میں بہت پاک و مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

آپ کا ذکر تو آسمانوں پر ہوتا ہے' زمین پر سات براعظموں میں گونجنے والے اذان کے پر شکوہ کلمات ہر زمانے میں کروڑوں افراد کی آپ سے محبت و شیفتگی' ہر نماز (خواہ فرض ہو یا نفل) میں آپ کا ذکر جمیل' جمعہ کے خطبوں میں آپ کا متبرک تذکرہ بچوں کی پیدائش کے موقعے پر ان کے کانوں میں آپ کے مبارک نام کی پکار' جنازوں میں شادی بیاہ کی تقریبات میں مسلمانوں کی اکثر محفلوں اور مجلسوں اور خطباء اور ادباء کی تقاریر و تحاریر میں آپ کے اسم گرامی کی تکرار' یہ سب باتیں آپ کی رفعتِ شان' و علو مرتبت پر دال ہیں۔ رفعتِ شان کے ان اعلیٰ مناظر کو دیکھ کر زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے کہ دنیا کے سب سے رفیع الذکر و عالی مرتبت انسان آپ ہی ہیں اور یہ دعویٰ کوئی دعوائے باطل نہیں ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو اس دعوے کی صداقت اپنوں سے نہیں بیگانوں سے پوچھئے' محبت و عقیدت میں ڈوبے ہوئے اشخاص سے نہیں طعن و تشنیع پر کمربستہ افراد سے پوچھئے' ماننے والوں سے نہیں انکار کرنے والوں سے پوچھئے' وہ نبی اکرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے لاکھ بغض و عناد اور تعصب رکھنے کے باوجود' تاریخی شواہد و عینی مشاہدات کی بنا پر اپنے آپ کو اس اعتراف پر مجبور پاتے ہیں کہ اس دنیا میں جتنے نبی و پیمبر' رشی و اوتار' سادھو سنت' قائد و سائد' حکمراں و فرمانروا آئے ان میں سب سے زیادہ مسحور کن اور متاثر کر دینے والی شخصیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی' بطحا کا وہ یتیم جو مکہ کے سنگریزوں پر پھٹی ہوئی کملی بچھا کر سوتا تھا اس نے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کے قلوب و اذہان کو مسخر کر لیا' وہ امی تھا مگر اس نے دنیا کو ایک لازوال و مہتم بالشان اور حکمت و ہدایت سے لبریز کتاب مبین عطا کی' اسباب و وسائل کے اعتبار سے بے سر و سامان اور اعوان و انصار کے لحاظ سے بے یار و مددگار تھا' مگر اس نے تاریخ کے دھاروں کو موڑ دیا' اس کے اثرات غیر مختتم و غیر متناہی اور ماضی' حال' مستقبل' تینوں زمانوں کو محیط ہیں' اسی عظیم رفعت و علو و مرتبت کو دیکھ کر شاعر مشرق والہانہ و عاشقانہ بلکہ نیاز مندانہ انداز میں چیخ پڑتے ہیں:

چشم افلاک یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ ورفعنا لک ذکرک دیکھے
(علامہ اقبالؔ)

سراپا کمالات:

اور یہ رفعتِ شان' علوم مرتبت' اعلیٰ درجے کی عظمت اور کائنات کے افراد کی آپؐ سے والہانہ محبت و شیفتگی' اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامع الصفات والکمالات بنایا تھا' اگر میں یہ کہوں کہ بدر آپؐ کی لوحِ جبین' ہدایت آپؐ کے روئے انور کا دیدار' شان و شوکت' عظمت و رفعت' آپ کا سراپا' طاقت و قوت مژگانِ چشم کا اشارہ' علوم و فنون آپؐ کے گھر کے غلام' سیاست و حکمت آپؐ کے گھر کی باندی' رفعت و اعلیٰ نسبی آپ کا تمغۂ امتیاز تھا تو کسی طور پر غلط نہ ہوگا بلکہ ان تمام مدائح و تعریفات اور نعت و منقبت کے جذبات کے بعد بھی بہا تنگ دہل یہ اعلان کرنا پڑے گا کہ: ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا''

اور علو ذکر کے یہ اعلیٰ مظاہر پوری کائنات میں اس لئے پائے جا رہے ہیں کہ تاجدار مدینہ کی رفعتِ شان و علوِ ذکر کا اعلان خود خدائے رحمان نے قرآن میں کیا ہے' ارشاد خداوندی ہے: ''ورفعنا لک ذکرک'' یہی وجہ ہے کہ ادباء آپ کو اپنے ادب کا مرکزِ خیال بنا کر اپنی کتابوں اور مقالات میں رنگ بھر رہے ہیں۔ شعرائے کرام سرور عالم کے حسین سراپے کو مرکز نگاہ بنا کر اپنے اشعار کو زندہ و جاوید بنا رہے ہیں اور انہیں آپؐ کے ذکرِ جمیل سے آراستہ و پیراستہ اور مزین کر رہے ہیں۔

کہنے والے نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے:

وما مدحت محمدا بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: ''بھلا میں اپنے کلام سے آپؐ کی تعریف و توصیف کیونکر کر سکتا ہوں' میں تو آپؐ کے ذکرِ جمیل سے اپنے کلام کو سجانے کی کوشش کر رہا ہوں''۔

لایمکن الثناء کما کان حقہ:

تاجدار مدینہ کی بعثت کے ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک کی تاریخ پڑھ لی جائے‘ ہر زمانے اور ہر دور میں آپ کو ایسے شعراء مل جائیں گے جنہوں نے نعت نبوی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا‘ آپ کی مدح سرائی کو اپنی زندگی کا مقصود اور اپنے لئے باعث سعادت سمجھا‘ مشہور نعت گو شعراء میں آپ کو حسان ابن ثابتؓ خاقانی‘ ایرانی‘ محسن کاکوروی‘ جامی‘ عرفی‘ نظیری‘ سعدی‘ حالی‘ اقبال‘ سہیل‘ ظفر علی خان وغیرہ ملیں گے‘ بڑے بڑے شعراء کرام جن کی فصاحت و بلاغت‘ سحر طرازی‘ معجز بیانی اور انداز بیاں و شوکت لسان پر ایک زمانے کو فخر تھا اور جن کے لئے مشکل سے مشکل مضامین بیان کردینا اسی طرح آسان تھا جس طرح ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی کو اڑا دینا‘ لیکن جب انہوں نے اس کوچے میں قدم رکھا تو ان کی فصاحت و بلاغت دھری رہ گئی‘ ان کی سحر طرازی و جادو بیانی ہوا ہوگئی‘ ان کی جدت فکر اور طرز تخیل کو پسینہ آنے لگا‘ ان کی جبین سخن آلود ہوگئی‘ بعضوں نے یہ کہہ کر فرصت پائی کہ ’’لایمکن الثناء کما کانہ حقہ ‘‘بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اور بعضوں نے اپنی تفہیم کا اظہار یوں کیا ہے کہ:

میں کیا ہوں‘ میری مدح ہے کیا اے شہ شاہاں
حسان و فرزدق ہیں یہاں عاجز و حیراں
شرمندہ زمانے سے گئے وائل و سحبان
قاصر ہیں سخن فہم سخن سنج‘ سخن داں
کیا مدح کف خاک سے ہو نور خدا کی
لکنت یہیں کرتی ہیں زبانیں فصحاء کی
(مرزا انیس)

اور کسی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ:

چلتا ہی رہا صدیوں کا قلم
پوری نہ ہوئی روداد کرم
دریاؤں کا پانی سوکھ گیا
اوصاف نبی لکھتے لکھتے

اسی مفہوم کو مرزا مظہر جان جاناں نے یوں ادا کیا:

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمدؐ حامد حمد خدا بس

چشم افلاک یہ نظارہ ابد تک دیکھے:

مثنوی مولانا روم اور گلستان سعدی کی عظمت و رفعت کے کیا کہنے عرصہ دراز سے لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہیں اور آج بھی گرمی محفل کا سبب بنی ہوئی ہیں‘ لیکن ان کتابوں میں رنگ اس لئے ہے کہ اس کے مصنفین کے قلوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور وہ اسی نبی امی کے نام لیوا ہیں‘ جس کا ذکر باعث خیر و برکت ہے‘ رومی ہوں‘ حافظ ہوں‘ گنجوی‘ خسرو‘ جامی‘ سنائی‘ عطار ہوں سب صدیوں سے اسی آقائے دو عالم کے نام پر سر دھن رہے ہیں‘ اور اسی کی مدح و منقبت کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں‘ جس کے بارے میں خاقانی ایرانی نے کہا ہے کہ:

گر مدحتش بخاک سراندیپ ادا کنم
کوثر ز خاک آدم و حواء بر آورم

ترجمہ:’’میں اپنے منہ کو ہزار ہا ہزار مرتبہ مشک و گلاب سے دھولوں تب بھی آپ کا نام لینا بے ادبی کی انتہاء ہے‘‘۔

یا یہ کہ:

بہ آستانِ کعبہ مصفا کنم ضمیر
ز نعت مصطفائے مزکا برآورم

ترجمہ:’’قلب و ضمیر کو کعبہ کے فیضان سے پاک کرلوں‘ اور اپنے آپ کو پاک و برگزیدہ رسول کی نعت کے قابل بناؤں‘‘۔

نبی ہرگز نہیں‘ فردوسی ہو یا شیکسپیئر‘ امرء القیس ہو یا گوئٹے‘ ملٹن ہو یا بیکن‘ سعدی ہو جامی‘ عرفی ہو یا نظیری‘ کسی کو بھی بھی اس مقبولیت و محبوبیت اور رفعت شان و علو ذکر کا عشر عشیر بھی نہ مل سکا۔ جو نبی امی کو ملا تھا‘ ایسی رفعت شان کہ رات کی خوشی میں صبح کے روح افزا جھونکوں اور نسیم سحر کی جانواز ساعتوں میں کون ایسا شخص ہوگا جس نے یہ کلمات بابرکات نہ سنے ہوں کہ ’’اشھد ان محمداً رسول اللہ‘‘ کسی بادشاہ کو اپنے حدود مملکت میں اور کسی ہادی کو اپنے حلقۂ اثر میں یہ بات کیوں نہ حاصل ہوئی کہ اس کے نام کا اعلان ہر روز پانچ مرتبہ اس طرح کیا جاتا ہو کہ وہ پردہائے گوش کو چیرتا ہوا دل کے نہاں خانوں میں اتر جائے‘ شاعر رسول حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ مدح سرا ہیں:

وضمّ الالٰہ اسم النبی مع اسمہ
اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلّہ
فذو العرش محمود وھذا محمد
صلی الالٰہ ومن یحف بعرشہ
والطیبون علی المبارک احمد

ترجمہ:’’معبود حقیقی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے‘ اسی لئے موذن پانچ مرتبہ اذان میں اشھد کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی کے اظہار کے لئے اپنے نام کا ایک ٹکڑا آپ کو عطا فرمایا ہے‘ پس عرش کا حامل محمود ہے تو آپ محمد ہیں‘ اللہ اور اس کے عرش کے حاملین اور پاک و برگزیدہ لوگ آپ پر درود بھیجتے ہیں‘‘۔

پس جس کی عظمت و قدر و منزلت کا یہ حال ہو‘ اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں کٹ جائیں‘ اس کے عشق میں

جتنے آنسو بہہ جائیں اس کی محبت میں جتنی آہیں نکل جائیں اور اس کی مدح ومنقبت‘ جسم کی طہارت‘ زندگی کی پاکی‘ دل کا تزکیہ‘ افکار کا منتہائے مقصود اور زندگی کا خلاصہ ونچوڑ ہے‘ مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے محبت و شیفتگی کے لئے رب السموات والارض کے محبوب کو چنا ہے اور پاک ومطہر ہیں وہ زبانیں جو آپ کی مدح ومنقبت کے لئے زمزمہ سنج ومدح سرا ہیں۔

بے عیب زندگی:

بشری زندگی کا وہ کون سا شعبہ ہے جس میں آپ کی عظمت وقدوسیت میں کمی واقع ہوئی ہو یا کسی ایسی بات کا ظہور ہوا ہو جسے عیب سے تعبیر کیا جاسکے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آپ ایک نکھری نکھرائی روشن اور بے داغ شخصیت کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اگر آپ گفتار میں بے مثیل تھے تو کردار میں بے نظیر‘ قول ووعدہ میں سچے تھے تو معاملات وتعلقات میں بالکل کھرے‘ آپ اگر ایک عظیم پیمبر‘ ایک ذہین قائد اور ایک دوراندیش سپہ سالار تھے تو اسی کے ساتھ ساتھ ایک مشفق باپ اور بہترین شوہر بھی تھے‘ آپ کی حیات مبارکہ کا نہ کوئی داخلی شعبہ داغدار ہے نہ خارجی حصہ‘ آپ ہر طرح کی خرابیوں اور برائیوں‘ نفاق وشقاق‘ کذب وزور‘ فسق وفجور‘ اخلاق رذیلہ اور اعمال سیئہ سے پاک وصاف اور کوسوں دور تھے‘ مکارم اخلاق اور محاسن افعال کے اس بلند ترین مقام پر فائز تھے جس کا تصور تو کیا جاسکتا ہے مگر وہاں تک پہنچا نہیں جاسکتا۔ آپ کی کتاب زندگی کو اول تا آخر پڑھ جایئے آپ کو کہیں بھی انگلی رکھنے کی جگہ نہ مل سکے گی‘ نہ صرف وہ تیئس سالہ دور زندگی جو نبوت کے بعد گزرا ہے‘ بلکہ وہ چالیس سالہ دور زندگی بھی جو قبل نبوت گزرا ہے‘ مستشرقین ومعاندین نے کیا کچھ جدوجہد نہ کی ہوگی کہ کہیں سے کردار کی معمولی سی کمزوری یا عفت وعصمت کی چھوٹی سی خرابی مل جائے‘ جسے وہ بدر کامل کا داغ بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کریں مگر: ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“

آپ کی کتاب زندگی کے اوراق پلٹتے پلٹتے ان کے ہاتھ شل ہوگئے‘ ان کے دماغ ماؤف اور ان کی عمریں تمام ہوگئیں‘ لیکن وہ اخلاق وکردار کی ذرہ برابر کمی وکجی تلاش نہ کرسکے اور آخر کار انہیں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ دنیا کی سب سے زیادہ بااخلاق وباکردار جامع الصفات اور اخلاق رذیلہ واعمال سیئہ سے پاک وصاف اور بے داغ شخصیت آپ کی ہے‘ یہ اعتراف فضیلت بیسویں یا اکیسویں صدی یا اس سے دو چار صدیاں پہلے کے مخالفین ومعاندین ہی کا نہیں بلکہ ان افراد واشخاص کا بھی ہے‘ جن پر آپ کی زندگی کے تینوں دور‘ طفولیت‘ شباب‘ شیخوخت‘ روز روشن کی طرح عیاں تھے۔ ذرا پیچھے کی طرف لوٹئے دو چار صدیاں نہیں پوری چودہ صدیاں پیچھے لوٹ جایئے یہ دیکھئے کہ آپ زمانہ نبوت میں پہنچ چکے ہیں‘ اللہ کا آخری نبی مبعوث ہوچکا ہے کفار ومشرکین‘ مخالفین ومعاندین‘ اہل کتاب ومنافقین اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف منہمک ہیں‘ ایسے نازک وقت میں قریش کا جہاندیدہ‘ تجربہ کار‘ صاحب عزوشرف‘ اور ممتاز شخص نضر ابن حارث کفار ومشرکین کے ایک مجمع کے سامنے کہہ رہا ہے: ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے ایک بچے سے پل کر جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ‘ بات میں سب سے سچا‘ امانت میں سب سے پکا اور سب سے زیادہ رحم دل تھا‘ اب جبکہ اس کے بالوں میں سفیدی آچلی ہے اور اس نے تمہیں دعوت حق دی تو تم اسے جادوگر اور دیوانہ کہتے ہو۔ خدا کی قسم! میں نے اس کی باتیں سنی ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کوئی بات نہیں۔“ (خطبات مدارس مصنفہ مولانا سید سلیمان ندوی صفحہ ۷۳‘ ۷۴)

”الفضل ماشهدت به الاعداء“ ٹھیک اسی طرح کا مفہوم ریورنڈ باسورتھ اسمتھ فیلو آف ٹرینٹی کالج آکسفورڈ نے اپنی کتاب ”محمد اینڈ محمڈنزم“ میں ادا کیا ہے‘ وہ لکھتا ہے: ”اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے‘ یہاں دھندلا پن اور راز نہیں ہے‘ ہم تاریخ رکھتے ہیں ہم محمدؐ کے متعلق اس قدر جانتے ہیں جس قدر لیوتھر اور ملٹن کے متعلق جانتے ہیں‘ میتھالوجی‘ فرضی افسانے اور مافوق الفطرت واقعات ابتدائی عربی مصنفین میں نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو وہ آسانی سے تاریخی واقعات سے الگ کئے جاسکتے ہیں‘ کوئی شخص نہ یہاں خود کو دھوکہ دے سکتا ہے اور نہ دوسرے کو‘ یہاں پورے دن کی روشنی ہے‘ جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک وہ پہنچ سکتی ہے‘ شخصیت کی تاریک گہرائیاں درحقیقت موجود ہیں اور ہماری پہنچ کے خط سے باہر وہ ہمیشہ رہیں گی‘ لیکن ہم محمدؐ کی بیرونی تاریخ کی ہر چیز جانتے ہیں‘ ان کی جوانی‘ ان کا ظہور‘ ان کے تعلقات‘ ان کے عادات‘ ان کا پہلا تخیل‘ اور تدریجی ترقی‘ ان کی عظیم الشان وحی کا نوبت بہ نوبت آنا اور ان کی اندرونی تاریخ کے لئے اس کے بعد کہ ان کے مشن کا اعلان کیا جاچکا ہم ایک کتاب (قرآن) رکھتے ہیں جو اپنی اصلیت میں اپنے محفوظ رہنے میں‘ اپنے مضامین کی بے ترتیبی میں بالکل یکتا ہے لیکن اس کی جوہری صداقت میں کوئی شخص کوئی سنجیدہ شک نہیں کرسکا اگر کوئی کتاب ہم ایسی رکھتے ہیں جو اپنے زمانے کے ماسٹر اسپرٹ کا آئینہ ہو تو یہ کتاب قرآن ہے۔

جان ڈیون پورٹ نے ۱۸۷۰ء میں انگریزی میں ایک کتاب ”اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن“ نامی لکھی اس کے آغاز میں وہ لکھتا ہے: ”اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مقننین اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے وقائع عمری محمدؐ کے وقائع عمری سے

اسم محمد ﷺ

مولانا ڈاکٹر عبداللہ ندوی کے اشعار پر تضمین

از رئیس الشاکری

مفہوم کرمٔ حسن عطا نام محمدؐ ہے بعد خدا سب سے بڑا نام محمدؐ
ہونٹوں پر بہرحال سجا نام محمدؐ لاریب کہ ہے نور خدا نام محمدؐ
ناموسِ وفاؔ صدق و صفا نام محمدؐ

آکاش سے دھرتی کیلئے نور کی دھارا دریائے کرم جس کا نہیں کوئی کنارہ
تا حدِ نظر صورت فردوس نظارا ہے ''م'' سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء دل کی جلا نام محمدؐ

اخلاص جگائے ہیں کہانی سبھوں کی کونین کو مہکا گئی دھرتی عربوں کی
تقدیر چمکنے لگی تاریک شبوں کی ''ح'' سے حیات ابدی جاں بلبوں کی
جاں آ گئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

آنکھوں سے چمکنے لگے انوارِ صداقت ہر شے نظر آنے لگی پابندِ عدالت
بس اپنی مثال آپ ہوں شانِ سخاوت ہے ''م'' مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا صدا نامِ محمدؐ

دل داری غریبوں کی بیکس کی حمایت دل میں کوئی رنج نہ ہونٹوں پر شکایت
ہر طرح سے اللہ کے بندوں کی رعایت ہے ''د'' دلیل کرم و لطف و عنایت
داروئے شفا دل کی دوا نام محمدؐ

زیادہ تر مفصل اور اچھے ہوں۔''الفضل ماشهدت به الاعداء''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہا ذات مجموعۂ صفات وکمالات تھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مکارم اخلاق اور محاسن افعال سے ایک حصۂ وافر عطا کیا جاتا ہے وہ اخلاق فاضلہ فضائل بدیعہ اور صفات حمیدہ سے متصف ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام کے تمام خصائص و وصائف امتیازات وخصوصیات میزات و کمالات اور صفات حمیدہ کے جامع وکامل اور واضح مظہر اور مجسم پیکر آپؐ تھے:

ہم حسن و جمال بے نہایت داری
ہم چوں کرم بے حد و غایت داری
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

سبھی انبیاء کرام کا ہے مقام سب سے بلندتر
وہ ہلال چرخ کمال تھے مرا شاہ بدر تمام ہے

آپ کے تمام کمالات وامتیازات کا احصاء و استقصاء نہ یہاں مقصود ہے اور نہ یہ اس عاجز وکمترین کا مقدور ہے لہٰذا ان ہی چند صفات پر اکتفا کرتے ہوئے جناب ماہر القادری مرحوم کے مشہور زمانہ نعتیہ اشعار پر اس مقالے کو ختم کیا جاتا ہے:

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
سلام اس پر کہ جس کے بزم میں قسمت نہیں سوتی
سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

☆☆..........☆☆

مسلمان

شاندار ماضی' ناگفتہ بہ حالات

مولانا معراج احمد چمپارنی

حرف آغاز:

ایک زمانہ تھا' جب مسلمانوں کی زندگی کے ہر گوشے پرسکون وطمانیت اور نمو کی روشن ترین قندیلیں جگمگا رہی تھیں' وہ دنیا میں جس طرف بھی رخ کرتے اقبال رقص کرتا ہوا ان کے پیچھے چلتا' زندگی کی تمام رعنائیاں اور دنیا کی تمام تر دلچسپیاں ان کی نگاہوں کو دعوت دیتیں' لیکن ان کی انداز کم نگاہی کے سامنے قارون کی دولت' کسریٰ کے خزانے اور قیصر کی حشمت کوئی اہم چیز نہیں تھے انہوں نے "اسلام" اس کی آبیاری اور اس کے پاک ترین مقاصد کے حوالے سے دنیا کی کسی چیز کو لائق اعتناء نہ سمجھا وہ ہمیشہ اس سے دامن کشاں ہو کر اپنے پاک ارادوں اور زندگی کی حقیقی روح کو پروان چڑھانے کے لئے محض خدا کے سہارے آگے بڑھتے گئے ان کی راہ میں جو چیز بھی رکاوٹ بن کر سامنے آئی وہ ان کی ذہنی بیداری' قوت ایمانی اور صاف وروشن دماغوں کی تاب نہ لاکر شکست خوردہ ہوگئی۔

جب تک انہوں نے اپنی زندگی اور زندگی کے تمام لوازمات پر خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کو مقدم رکھا' وہ دنیا میں سربلند رہے' حکمراں رہے' بڑی بڑی حکومتوں کی مضبوط بنیادیں ان کی جبروت کے قصیدہ خواں رہیں بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہوں کے دل ان کی عظمت اور روزافزوں اقبال مندی کے تصور ہی سے لرزہ براندام ہوجاتے' وہ جہاں رہے جس حال میں رہے دنیا نے انہیں وسیلہ نجات سمجھ کر ان کی پرستش کرنی چاہی' لیکن وہ خود دنیا سے منہ موڑ کر خدائے واحد کی پرستش میں مشغول ہوگئے' جہاں وہ میدان جہاد میں ایک آہنی دیوار ثابت ہوئے' جس میں رخنہ ڈالنے کی ہمت دنیا کی کسی بھی طاقت' کسی بھی سلطنت اور کسی بھی بادشاہ کو نہ ہوسکی' وہیں ان کی نمازوں کی صفیں سوز دروں کے گداز سے معمور دکھائی دیتیں' وہ خدا کے سچے بندے ان کی زندگی' ان کی بندگی' ان کا سب کچھ خدا کے لئے تھا' اس لئے خدا بھی انہیں کے لئے ہو کر رہ گیا تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے' قیصر کی حکومت کے کنگرے اور رومی آتش کدوں کی آگ ٹھنڈی ہوچکی ہے' مصر کی سرزمین میں ہزاروں سال پرانی تہذیب ایک نئی تہذیب کے سامنے دم توڑنے ہی کو ہے۔ مصر کا وہ قصر شمع جس میں فراعنہ مصر کی گزشتہ عظمتیں اور مصری تہذیب کی تابندہ اور عظیم روایات مدفون تھیں' مسلمان لشکروں کی سطوت اور اسلام کی عظمت سے ڈگمگا رہا ہے۔

مقوقس بادشاہ کے لڑکے ارسطولیس نے اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی تمام طاقت وتوانائی اور گزشتہ جاہ وحشم کی تمام باقیات کو باہر نکال کر ڈال دیا ہے' وہ اس سیلاب تند وتیز کو اپنی فوجوں کی آہنی دیوار سے روک کر فنا کردینے کا خواب دیکھ رہا ہے' اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی ہمت اور بساط کے موافق ہر ممکن اور غیر ممکن کوششوں اور تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بیتاب ہے' ادھر حضرت عمرو بن عاص کی سرکردگی میں اسلامی لشکر مصری سرحد کو عبور کر کے اندرون ملک میں داخل ہوچکا ہے' مسلمان دار السلطنت پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں قصر شمع سے کچھ ہی فاصلہ پر حجر الصفاء نامی مقام پر خیمہ زن ہوچکے تھے۔

اسی دوران لشکر اسلام میں رسد کی کمی ہوجانے پر حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ رسد کی تلاش میں چار ہزار مسلمانوں کو لے کر جوف نامی قصبہ کی جانب چلے اور ادھر ارسطولیس کو اس کے جاسوسوں کی زبانی یہ خبر معلوم ہوگئی موقع غنیمت جان کر چار ہزار مجاہدین اسلام کے نکل جانے پر ارسطولیس نے بقیہ لشکر پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا' مگر اس کے مشیروں نے شبخون مارنے کے بجائے مسلمانوں پر نماز میں مشغول ہونے کے دوران حملہ کی تجویز پیش کی' اسی تجویز کے پیش نظر ارسطولیس نے جمعرات کے دن ہی اپنے چچازاد بھائی ماسیوس کو چار ہزار لشکر دے کر مسلمانوں پر حملہ کردینے کا حکم دیا۔

جمعہ کے دن مسلمان اس ناگہانی واقعہ اور اس کے عواقب سے بالکل بے خبر جمعہ کی نماز کے انتظامات میں مصروف ہوگئے' جمعہ سے پہلے حضرت عمرو بن عاص نے نہایت جوشیلے اور دلوں کو گرما دینے والے الفاظ میں خطبہ دیا' جہاد کی ترغیب دی اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر مرجانے کی تلقین فرمائی' خطبہ کے ختم ہوتے ادھر خدا کے یہ نیک

بندے اس کی اطاعت کے لئے تسلیم و رضا کا ثبوت پیش کرنے کے لئے نماز میں مشغول ہوئے ادھر تمام شیطانی قوتیں اپنے آخری حربہ کو روبہ عمل لانے کے لئے حرکت میں آ گئیں ایک رکعت کے ختم ہوتے ہی ماسیوس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

یہ خطرناک امتحان تھا خدا کے محبوب بندوں کا' یہ آزمائش تھی کٹھن اور کڑی۔ عبادت اور تقدس کے پاکیزہ جذبات کو تلواروں کی تیز دھاروں پر پرکھا جا رہا تھا' چار ہزار ننگی تلواریں پوری حشر سامانیوں کے ساتھ نمیتے اور سربسجود مسلمانوں پر برس رہی تھیں' لیکن وہ خدا کے سچے عاشق اسی خشوع و خضوع سے' اسی انہماک اور مشغولیت سے خداواحد کی بزرگی اور برتری کے سامنے سرتسلیم خم کئے فریضہ کی ادائیگی میں مشغول تھے' نہ کسی مسلمان نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نہ ہی اپنی حرکت سے کوئی اضطراب و بے چینی ظاہر کی' وہ اسی طرح نماز میں مشغول رہے جیسے ان کے نزدیک زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں جس وقت آگ لوہے اور خون کا یہ ہیبت ناک کھیل کھیلا جا رہا تھا' جس وقت فدائین اسلام موت کے بے رحم پنجوں میں گرفتار ہو چلے تھے ٹھیک اسی وقت.....!

مشیت کی پیشانی پر غیظ کی ایک سلوٹ نمودار ہوئی اور جوف کی جانب سے واپس لوٹتے ہوئے حضرت یوقنا رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں نے دور سے اس یکطرفہ اور بے رحم معرکہ قتال کو دیکھا' حضرت یوقنا نے اپنی دستار سر سے اتار کر پھینک دی اور چلائے: مسلمانو! تمہارا لشکر بہت بڑے خطرے میں گھر گیا ہے' یہ کہہ کر انہوں نے گھوڑے دوڑا دیئے اور ماسیوس اور ان کے ساتھیوں پر عقب سے حملہ کر دیا' ماسیوس اور اس کے سپاہی ان واپس آئے پر غیظ مسلمانوں کی مدافعت میں مشغول رہے جب تک کہ حضرت عمرو بن عاص نے دوسری رکعت پوری کر کے سلام پھیرا' اسلام پھیرتے ہی مشیت سے تقاضوں کو عملی جامہ پہنادیا گیا' اسلامی جیالوں نے عیسائی فوجوں کے کشتوں کے پشتے لگادیئے ماسیوس اور اس کے سپاہی دونوں مسلمان مجاہدوں کے درمیان اس بری طرح گھر گئے کہ ان کا ایک متنفس بھی بچ کر نہ جا سکا' ماسیوس بھی اپنے ارادوں کا عبرتناک انجام اپنی نظروں سے دیکھتا ہوا اسی میدان میں مارا گیا۔

آمدم برسر مطلب:

یہ تھا مسلمانوں کا استقلال ان کی پامردی اور راضی برضا رہنے کی توانا قوت' یہی وہ جذبہ تھا جس نے ان کے سینوں میں "نور حق" کو بھر دیا تھا' یہی وہ ایمان..... جس کی مقدس طاقت نے انہیں دنیا کے نجات دہندوں کی اولین صف میں لا کھڑا کیا تھا اسی ایمانی طاقت اور عزائم کی پختگی کا نتیجہ تھا کہ ان کے نعروں کی رعد آسا گونج سے کتنے ہی جلیل القدر اور رفیع الشان بادشاہوں کے تاج سروں سے گر جاتے' جس وقت وہ صف نماز میں کھڑے ہوتے تو ان کے دلوں کے گداز ان کے جسموں کی ارتعاش اور ان کی معرفت چشیدہ نگاہوں میں "باغ فردوس" کی پرسکون ہواؤں کی خنکی محسوس ہوتی' چنانچہ وہ دنیا اور غم دنیا سے بے نیاز ہو کر دشمنوں سے بے پرواہ ہو کر اس فریضہ کو ادا کرتے جس کے ادا کرنے پر ان کے رسولؐ نے سب سے زیادہ زور دیا ہے اور جس کی ادائیگی سے انہیں بجلیوں کی حیات سوز گرمی' زلزلوں کی خوفناک شورش اور تلواروں کی ہولناک بارش بھی نہیں روک سکتی تھی۔ اس وقت سموم کے جھونکے ان کے جسموں پر لگتے تو انہیں نسیم سحری کا مزا ملتا' انہوں نے دنیا پر عقبیٰ کو ترجیح دی تھی' لہٰذا وہ خیر الامم ہونے کے دعویدار ہی نہیں' صحیح طور پر حق دار بھی تھے۔

آج ہمارے دلوں میں' دماغوں میں' زندگی میں' پریشانی' بدحالی' پے در پے سیاسی و فوجی ہزیمتیں' کابل کا زوال' بغداد کا سقوط' جو اسلام کی تیرہ سو سالہ شاندار تاریخی تہذیبی عظمتوں کا امین ہی نہیں' بلکہ عصر حاضر میں بھی نہایت قدآور اسلامی مراکز کی آماجگاہ سمجھا جاتا تھا۔ امریکیوں کے ہاتھوں وہاں کے پانچ ہزار سال پرانی تہذیب و تمدن کے آخری پہچان عجائب گھر کی نوادرات ہضم کر جانا' یہ سب وہ اسباب ہیں' جن کی وجہ سے فرزندان توحید پست ہمتی' احساس کمتری اور جمود کے ہلاکت خیز جراثیم کے شکار ہو چکے ہیں' ایک صدی سے زیادہ گزر چکی ہے' اسلام کو سخت دقت برداشت کرتے ہوئے "سلطنت عثمانیہ" جو کہ مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت تھی' کے زوال کے بعد سے آج تک مسلمان ابھر نہ پائے ہیں' صیہونی سازشیں پیہم کامیابی کی طرف رواں دواں ہیں' جس سے عالم اسلام بدترین خطرات کی زد پر ہے۔

حرف آخر:

لہٰذا اگر عالم اسلام پھر عزت و برتری چاہتا ہے' روز مرہ جگ ہنسائی' ذلت و نکبت سے نکلنا چاہتا ہے' اپنے اکابر سے پائے ہوئے ورثہ کو ایک بار پھر قائم کرنا چاہتا ہے تو: پھر ہم وہی جوش و جذبہ' وہی امنگیں اور مقدس انہماک اپنی زندگی میں پیدا کر لیں اور دیکھیں کہ دنیا آج پھر خالد' عمرو اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کی یادگاروں سے بھر جائے' منتظر قبلہ اول کی پھٹی پھٹی سی آنکھیں' پھر کسی صلاح الدین ایوبی کے وجود با مسعود کو پا کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور آج پھر عالم اسلام خصوصاً عالم عرب ماضی قریب کے بطل جلیل شاہ فیصل کے جیسے باحمیت دین کا حامی شخصیت پیدا کرے جو عظیم اسرائیل کے خواب دیکھنے والے صیہونی یہودیوں اور طاغوتی سامراجی طاقتوں کے سامنے جان عزیز کا نذرانہ پیش کر کے ناکوں چنے چبوادے' لیکن شرط یہی ہے کہ اپنے اندر تبدیلی لائیں' اسلام اور شعائر اسلام کو دانتوں سے پکڑیں' اپنے مولیٰ کو راضی کریں' ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم پر ابھی تک کوئی ایسا حادثہ نازل نہیں ہوا جس کے ہم واقعی سزاوار ہیں اور جس کے بعد ہم وہ سب کچھ ماننے پر مجبور ہوں گے جو اب نہیں مانتے۔ ☆......☆

بتاؤں میں تمہیں کیسے؟

مولانا محمد عفان نیازی

قارئین کرام! ہم آپ کو سب سے پہلے ان اسباب کی صحیح تشخیص بتلاتے ہیں جن کی وجہ سے آج پوری امت مسلمہ خدائے واحد لاشریک لہ کی نافرمانیوں کی پاداش میں انحطاط و تنزل اور فراعنۂ وقت کے مظالم کا شکار بنی ہوئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا علاج بھی ہے؟ اگر گردوپیش کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بنیادی اسباب تین ہیں' جن کی وجہ سے آج مسلمانوں کو برے دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔

۱:...... سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا موجودہ سواد اعظم اسلامی تہذیب کی امتیازی خصوصیت سے پوری طرح ناآشنا ہے' حتی کہ اس کے اندر ان اصولوں کا احساس تک باقی نہیں رہا جو اسلامی تہذیب اور دیگر تمام بے بنیاد تہذیبوں کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں' حد تو یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت امت مسلمہ سے تقریباً مفقود ہو چکی ہے' جس کی وجہ سے بیشتر افراد انفرادی طور پر ہر قسم کے غیر اسلامی اثرات کو قبول کر رہے ہیں' اسلامی تعلیمات کو ترک کرنے اور غیر اسلامی طریقوں کو اپنانے کی وجہ سے وقت کے فرعون و ہامان اور ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا دعویٰ کرنے والے مفسدین فی الارض ہم پر مسلط ہو چکے ہیں' اور طرح طرح کے مظالم ہم پر ڈھا رہے ہیں۔

قاری صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے:

بتاؤں میں تمہیں ظالم کو یہ جرأت ہوئی کیسے
نبی کی راہ سے ہم ہٹ گئے ہیں بے وفا ہو کر

۲:...... مسلمانوں کے زوال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انفرادیت و لامرکزیت کی روز افزوں ترقی نے مسلمانوں کے شیرازۂ قومیت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے' اور اب اجتماعی عمل کی کوئی صلاحیت ان کے اندر نہیں پائی جاتی ہے' ذاتی اغراض و مقاصد کی بنیاد پر مختلف گروہ بنتے ہیں' اور پھر خود غرضی کی بہت بڑی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں' اسی وجہ سے اسلام دشمن طاقتیں اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بلا روک ٹوک اسلام کا صفایا کرنے پر تل چکی ہیں۔

۳:...... تیسری وجہ یہ ہے کہ جہالت و ناواقفیت اور افلاس و غلامی نے ہمارے افراد کو بے غیرت اور بندۂ نفس بنا دیا ہے' وہ روٹی اور عزت کے بھوکے ہو رہے ہیں' ان کا حال یہ ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے چند ٹکڑے اور نام و نمود کے چند کھلونے پھینکے' یہ جانوروں کی طرح ان کی طرف لپکتے ہیں اور ان کے معاوضہ میں اپنے دین و ایمان' اپنی غیرت و شرافت کو اپنی ہی قوم کے خلاف نیلام کر دیتے ہیں' اور ناپاک حرکت سے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی' مسلمانوں کا ایمان جو کبھی سارے جہاں کی دولت سے زیادہ قیمتی تھا' آج اتنا ارزاں اور سستا ہو گیا ہے کہ اسے ایک حقیر سی تنخواہ خرید سکتی ہے' اب جب کہ اسلام دشمن طاقتوں نے مسلمانوں کے خلاف ناجائز منصوبے' ظلم و زیادتی' قتل و غارت گری' نسل کشی اور اسلام کی بیخ کنی کرنے کا مکمل فیصلہ کر لیا ہے تو اس کے لئے خود مسلمانوں ہی کی جماعت سے ایک دو نہیں' ہزاروں اور لاکھوں خائن اور غداران کو مل گئے' جو تقریر و تحریر حتی کہ رائفل و بندوق تک سے اپنے مذہب اور اپنی قوم کے مقابلہ میں دشمنوں کی مدد کر رہے ہیں' اس کی بے شمار مثالیں اس وقت موجود ہیں۔ جب یہ ناپاک اور ذلیل ترین وصف ہمارے ہی افراد کے اندر موجود ہے تو کیوں نہیں دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ سے مسلمانوں پر ظلم و زیادتی' قتل و غارتگری اور اسلام کی بیخ کنی کی جائے گی؟ ضرور کی جائے گی۔ اس لئے کہ دشمنوں کو ان تمام چیزوں کے کرنے کا موقع خود ہم نے دیا ہے' نیز ہماری قوم میں منافقوں کی ایک بہت بڑی جماعت شامل ہے' اور اس کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے' مسلمانوں کی تہذیب کو مٹانے کی کوشش میں آپ دیکھیں گے کہ وہ دشمنوں سے چار قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں' اور ہر وہ اسکیم جو اسلام کی بیخ کنی کے لئے دنیا کے کسی

باقی صفحہ ۲۶ پر

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ہمارا اصل کام

مولانا محمد منظور نعمانیؒ

ہمارے آپ کے پیدا کرنے والے نے ہم کو کچھ خاص صلاحیتیں اور طاقتیں بخشی ہیں' اور ہمیں اور آپ کو اس لائق بنایا ہے کہ سوچ سمجھ کر کسی چیز کو اپنا مقصد بنائیں اور اس کے لئے محنت اور جدوجہد کریں۔ اب ہمارے لئے دو راستے ہیں: ایک یہ کہ صرف اس دنیا کے اپنے اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے مشاہدات اور تجربات اور عام معلومات کو بنیاد بنا کے اور بس یہیں کے عیش و راحت اور نفع و نقصان کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھ کے اپنی زندگی کا مقصد اور اس کا راستہ متعین کریں' اور دوسری راہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبروں نے جن حقیقتوں کی خبر دی ہے' مثلاً یہ کہ اللہ کی ہستی ہے اور وہی ساری دنیا کا پیدا کرنے والا اور چلانے والا ہے اور اس کے ہاتھ میں ہر قسم کا بناؤ اور بگاڑ ہے' اور انسانوں کو مرنے کے بعد پھر اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے' اور یہاں ہر اچھے بُرے عمل کا اس کے یہاں بدلہ پانا ہے اور ثواب ہے اور عذاب ہے اور جنت اور دوزخ ہے۔

الغرض دوسری راہ ہم انسانوں کے لئے یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بیان کی ہوئی اس قسم کی سب باتوں کو بھی حق جان کر اور حق مان کر اور ان کو بھی اپنی نگاہ کے سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگی کے مقصد اور راستہ کا تعین کریں۔

اب اگر کوئی شخص اپنے لئے پہلی والی پوزیشن اختیار کرے تو قدرتی طور پر وہ صرف اس دنیا کی ترقی اور خوشحالی اور عزت اور خوش عیشی ہی کو اپنا مقصد بنائے گا اور اس کی جدوجہد خالص دنیا کے لئے ہوگی' پھر کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے میں نہ اس کے سامنے خدا کی رضامندی اور ناراضگی کا سوال آئے گا نہ ثواب یا عذاب کا' اس کا طریقہ بس یہ ہوگا اور یہی ہونا بھی چاہئے کہ:

"بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"

لیکن جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی بیان کی ہوئی حقیقتوں کو حق مانیں یعنی وہ اللہ پر اور آخرت کی جزاو سزا پر اور جنت و دوزخ وغیرہ پر ایمان لائیں' وہ کسی طرح بھی اس دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کو اپنا مقصد اور اپنی جدوجہد کا اصلی موضوع نہیں بنا سکتے' ان کا رویہ اس دنیا میں قدرتی طور پر یہی ہوگا کہ وہ زندگی کا اصل مقصد اور نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا' اس کے قرب کے حصول کو اور آخرت کی فلاح کو بنائیں گے' اور ان کی اصل فکر اور جدوجہد اسی مقصد کے لئے ہوگی اور اس دنیوی زندگی کو وہ اس کے ذریعہ اور وسیلہ ہی کی حیثیت سے استعمال کریں گے۔

بہرحال اس دنیا میں زندگی گزارنے کے یہ دو اصول اور دو طریقے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں' میرے نزدیک ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرے اور فیصلہ کرے کہ ان دو میں سے کون سا اصول اور کون سا طریقہ اس کے نزدیک صحیح ہے اور وہ اپنے لئے ان میں سے کس طریقہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہے۔

جو لوگ اس مسئلہ کو سوچے بغیر زندگی گزار رہے ہیں' میں سچ کہتا ہوں کہ وہ جانوروں میں شمار ہونے کے لائق ہیں' اگرچہ وہ انسانوں کی طرح دو ٹانگوں پر چلتے ہوں' انسانوں کی طرح بولتے ہوں اور اگرچہ انہوں نے کسی بڑی سے بڑی یونیورسٹی سے اونچی سے اونچی کوئی تعلیمی ڈگری بھی حاصل کی ہو۔

بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر بالفرض کسی شخص نے غور و فکر کے بعد اپنے لئے یہی طے کیا کہ وہ پیغمبروں کے بتائے ہوئے غیبی حقائق کو نہیں مانے گا اور اس لئے خالص دنیا پرستانہ زندگی گزارے گا تو اگرچہ میرے نزدیک وہ بہت بڑے درجہ کا گمراہ ہے اور خدا کے یہاں اپنے اس گمراہانہ فیصلہ کی وہ پوری پوری سزا پائے گا' لیکن پھر بھی اس کی یہ گمراہی انسان والی گمراہی ہے' مگر جو لوگ اس بارہ میں کچھ سوچتے ہی نہیں اور سوچنا ضروری ہی نہیں سمجھتے اور بغیر سوچے سمجھے خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر زندگی گزار رہے ہیں' میں ان کے بارہ میں سب کو سنا کر اور پکار کر کہتا ہوں کہ ان کی یہ گمراہی بالکل عقل و شعور سے محروم جانوروں والی گمراہی ہے: "ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل۔"

دوستو! اب تک میں نے جو بات کہی وہ ایک

بالکل اصولی بات تھی جس کا تعلق انسانوں کے کسی خاص طبقہ اور خاص گروہ سے نہیں تھا اب میں خاص طور سے اپنے کو اور آپ دوستوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں ہماری خاص پوزیشن یہ ہے کہ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی دینی دعوت کو قبول کر کے گویا یہ تو ہم مان چکے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اور سب سے آخر میں خدا کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور آخرت کی جزا سزا اور عذاب وثواب اور جنت دوزخ وغیرہ کے بارہ میں جو کچھ بتایا ہے وہ سب حق ہے اور اس دنیا کی حیثیت بس وہی ہے جو آپ نے اور آپ کی لائی ہوئی کتاب اللہ (قرآن مجید) نے بتلائی ہے' لیکن یہ سب کچھ ماننے اور قبول کرنے کے باوجود آج ہماری زندگیوں کا نقشہ وہ نہیں جو اس کے بعد ہونا چاہئے تھا بلکہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

اپنے کو مسلمان کہنے والی امت اور قوم کی غالب اکثریت کا حال اس وقت یہ ہے کہ عملاً اس نے بھی اسی دنیا کو گویا اپنا اصل مقصد اور مطمح نظر بنالیا ہے اور اس کی جدوجہد اور دوڑ دھوپ بھی دوسری خدا فراموش اور دنیا پرست قوموں کی طرح اسی دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کے لئے ہو رہی ہے' آج مسلمانوں کی زندگی کو دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ان لوگوں نے اپنی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو بنایا ہے اور ان کی دوڑ دھوپ کا رخ اس طرف ہے۔

میرے دوستو اور بھائیو! اللہ کے سارے پیغمبر اور سب کے آخر میں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسی لئے آئے تھے کہ خدا فراموشی اور دنیا پرستی والا طریق زندگی دنیا سے مٹا کر خدا پرستی اور فکر آخرت والا طریق زندگی دنیا میں پھیلائیں۔ اسلام دراصل اسی طریق زندگی کا نام ہے' جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز رہے' اس مقصد کے لئے جدوجہد فرماتے رہے' اور اس طریق زندگی کی دعوت دیتے رہے' پھر اللہ تعالیٰ کے جن خوش نصیب بندوں نے آپ کی اس دعوت کو قبول کیا اور آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا' انہوں نے آپ کے بتائے ہوئے مقصد کو اپنا مقصد زندگی اور آپ کے طریقہ کو اپنا طریقہ اور آپ کی دعوت اور جدوجہد کو اپنی دعوت اور جدوجہد بنالیا۔ اس وقت ''مسلمان'' ایک ایسی قوم اور ایسی امت کا نام تھا جو مقصد زندگی اور طریق زندگی اور اپنی جدوجہد اور دوڑ دھوپ کے لحاظ سے دنیا میں بالکل نرالی اور ممتاز تھی' ان کے علاوہ دنیا والے اس وقت بھی دنیا کو اپنا مقصد بنائے ہوئے تھے' اور دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کے لئے اپنا خون پسینہ آج ہی کی طرح ایک کر رہے تھے' لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے یہ بندے ان کو نادان اور گمراہ سمجھتے تھے اور ان کی نادانی اور گمراہی پر ان کو ترس اور رحم آتا تھا' اور وہ ان کو اس گمراہی اور نادانی کی تاریکی سے نکال کر اپنی طرح ان کو بھی خدا آشنا اور آخرت کے لئے متفکر اور جنت کا مستحق بنانے کے لئے ہر امکانی جدوجہد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور اس جدوجہد کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح وقف کر رکھا تھا کہ اس کے مقابلے میں اپنے ذاتی مسائل کو گویا بالکل بھلا دیا تھا۔

ان کی اس قربانی اور جدوجہد کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ اللہ کے لاکھوں اور کروڑوں بندے جو خدا سے غافل اور بے تعلق تھے خدا آشنا اور اللہ والے بن گئے' قومیں کی قومیں اور ملک کے ملک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی دعوت کو قبول کر کے جنت کے مستحق ہوگئے' اور ان سب کے ایمان و اسلام کا اجر وثواب ان بندگان خدا کے اعمال ناموں میں لکھا گیا' جنہوں نے اپنی دنیا کو بھلا کر یہ دینی جدوجہد کی تھی اور دوسرا نقد انعام ان بندوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ جس دنیا کی جدوجہد کو چھوڑ کر اللہ کی رضا والی یہ دینی جدوجہد انہوں نے اپنائی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بھی ذلیل کر کے ان کے قدموں پر ڈال دیا' ان کو حکومت بھی دے دی گئی اور ایسی حکومت دی گئی کہ اس کے مقابلہ کی طاقت رکھنے والی کوئی حکومت اس وقت دنیا میں نہیں تھی' ان کو دولت بھی دے دی گئی اور اتنی دی گئی جس کا آسانی سے حساب بھی نہیں لگایا جاسکتا.....صرف دو مثالیں سن لیجئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی معاشی حالت یہ تھی کہ ان کی محترم بیوی اسماء بنت ابی بکرؓ خود جنگل جاکر اونٹ کے لئے چارہ سر پر لاد کر لاتی تھیں' لیکن ۲۴'۲۵ برس کے بعد جب ان کا انتقال ہوا تو حالت یہ تھی کہ پچاس کروڑ سے اوپر ترکہ چھوڑا.....اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہجرت کے وقت بالکل خالی ہاتھ تھے' مگر انتقال کے وقت ان کی دولت مندی کا یہ حال تھا کہ دولت کے صرف تہائی حصہ کے بارہ میں انہوں نے جو وصیت کی تھی' اس میں یہ بھی تھا کہ جو بدری صحابی زندہ ہیں' ان میں سے ہر ایک کو میرے اس مال سے چار چار سو اشرفیاں ہدیتاً پیش کی جائیں اور لوگوں نے لکھا ہے کہ اس وقت بدری صحابی سو کے قریب زندہ تھے' بس ان ہی دو مثالوں سے اندازہ کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی بے حساب دولت ان پر انڈیل دی تھی۔

اس کے علاوہ میرے نزدیک حکومت و دولت سے بھی بڑی چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی گویا مستقل

سرپرستی اور حمایت ان کو حاصل تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی اس حمایت اور سرپرستی پر ہر چیز سے زیادہ اعتماد اور اطمینان تھا اور یہ وہ سرمایہ تھا جو اس وقت دنیا میں کسی قوم اور کسی ملک کے پاس نہیں تھا۔

اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ساری داد و دہش بس ان کے اس فیصلہ اور عمل پر تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کے اور آپ کی دینی دعوت کو قبول کر کے اپنا مقصد زندگی وہ بنالیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا تھا اور آپ ہی کے بتائے ہوئے طریق زندگی کو اپنا طریقہ اور آپ ہی کی بتائی ہوئی جدوجہد کو اپنی جدوجہد قرار دے لیا تھا۔

اس ساری تفصیل کے بعد میں آپ کے سامنے ایک سیدھا سادہ عملی سوال رکھنا چاہتا ہوں' میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اس وقت میری اور آپ کی اور عام مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تو لے آئے ہیں اور مجھے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم منافقوں کی طرح صرف زبان ہی سے ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ہم نے دل سے آپ کو اللہ کا سچا پیغمبر سمجھ کر آپ کی دعوت کو قبول کیا ہے' لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم نے آپؐ کے بتائے ہوئے مقصد زندگی کو اپنا مقصد زندگی اور آپ کے طریقہ کو اپنا طریقہ' اور آپ والی جدوجہد کو اپنی جدوجہد نہیں بنایا ہے' بلکہ ہماری حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔

ہماری دعوت آپ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سب بندگان خدا کو صرف یہ ہے کہ اپنی زندگی کے رخ کو بدلو' اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نجات و فلاح کو اپنا اصل مقصد حیات بناؤ اور اس مقصد تک پہنچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا تھا اس پر چلو۔

ہم نے اور آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر گویا آپ کے ہاتھ پر غائبانہ بیعت کی تھی' لیکن ہم شیطان کے بہکانے سے اس بیعت کے تقاضوں سے غافل ہو گئے' یا یوں کہہ لیجئے کہ ہم نے اس ایمانی بیعت کے تقاضوں اور اس کی ذمہ داریوں کو اپنی بے شعوری اور لاپروائی کی وجہ سے محسوس نہیں کیا اور اس کی وجہ سے ایمان لانے کے باوجود ہماری زندگی ایمان والی نہیں بنی' اب ہم آپ سے اور اپنے سے بھی کہتے ہیں کہ آؤ اب سوچ سمجھ کر اور شعور اور ارادہ کے ساتھ اور سچے ایمانی عزم کے ساتھ اس بیعت کی تجدید کریں' اب تک جو غفلت رہی اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں' توبہ کریں اور آئندہ کے لئے طے کریں کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور تعلیم کے مطابق دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کو مقصد زندگی بنانے کے بجائے اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو زندگی کا اصل مقصد بنائیں گے اور آپ نے اس مقصد و منزل تک پہنچنے کے لئے جو راستہ بتایا تھا' اسی پر چلیں گے' بس یہی ہے ہماری دعوت۔

اس وقت دنیا میں سب کچھ ہے اور ہمیشہ سے زیادہ ہے لیکن کوئی قوم اور امت ایسی نہیں ہے جس کا مقصد حیات اور طریق حیات اور جس کی فکر اور جدوجہد پیغمبروں والی ہو اور دنیا اس سے یہ چیزیں لے سکے اور سیکھ سکے' اس وقت کی دنیا کا سب سے بڑا خلاء اور اس کی یہ سب سے بڑی بدنصیبی ہے اور اسی نے اس دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے۔ اس کی اصل ذمہ داری یہودیوں پر نہیں ہے' عیسائیوں پر نہیں ہے' ہندوؤں اور سکھوں پر نہیں ہے' بلکہ صرف اس قوم اور اس امت پر ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہے اور جو آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کہتی ہے۔

تصور تو کیجئے اگر ہم اور آپ اس دین کو صحیح طریقہ سے اپنالیں اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس پر چلنے لگے تو کیا منظر ہوگا؟ انشاء اللہ چند ہی دنوں میں دنیا یہ دیکھے گی کہ سارے لوگ تو صرف اپنے پیٹ اور اپنی خوشحالی اور خوش عیشی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں' لیکن ایک گروہ ایک قوم ہے جو اپنی خوشحالی کے مسئلہ کو بھی پیٹھ کے پیچھے ڈال کر اس لئے دنیا میں محنت اور قربانی کر رہی ہے کہ دنیا میں ایمان اور نیکی عام ہو جائے خدا پرستی اور خدا ترسی عام ہو جائے' انصاف اور ایمانداری عام ہو جائے' رحم دلی اور ہمدردی جیسے اخلاق عام ہو جائیں دنیا سے ظلم مٹ جائے' رشوت ختم ہو جائے' بے ایمانی اور بددیانتی کا خاتمہ ہو جائے اور سب اللہ کے نیک بندے بن کر جنت کے مستحق ہو جائیں۔

خدارا سوچئے کہ کیا پھر ہماری یہی دنیا اس گروہ کو اپنے سر پر نہ بٹھائے گی؟ اور کیا دوسری قوموں کے بھی عوام یہ نہ چاہیں گے کہ اللہ کے یہی بندے ان کی دنیا کا انتظام بھی اپنے ہاتھ میں لے لیں؟ چھوٹے پیمانے پر آج بھی ایسی مثالیں اور ایسے نمونے موجود ہیں۔ اس سے میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ یہ کام اس نیت اور اس غرض سے کریں کہ آپ کو دنیا کی سرداری اور حکومت مل جائے' دین پر عمل تو ہونا چاہئے صرف اس لئے کہ خود ہماری زندگی ایمان والی بن جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں جنت ہم کو حاصل ہو جائے اور اللہ کے زیادہ سے زیادہ بندے اللہ کی رحمت اور جنت کے مستحق ہو جائیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ دوسرا نتیجہ بھی ظاہر ہو کر رہے گا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

☆☆..........☆☆

ماہ محرم الحرام

مولانا مشتاق احمد عباسی

قمری و اسلامی اول مہینہ:

ماہ محرم الحرام اسلامی مہینوں کے اعتبار سے اول مہینہ ہے' تقویم عیسوی اعتبار سے ہے جب کہ اسلامی تاریخیں ہجرت نبوی ﷺ کی مناسبت سے ہیں۔ کاش مسلمان اپنے دفاتر لین دین رجسٹروں کے حساب سن ہجری سے کرتے' جہاں زندگی کے باقی شعبوں میں ہم مغرب کی نقالی کرتے ہیں' وہاں ہم اپنے تمام معاملات سن عیسوی کے حساب سے طے کرتے ہیں' یہودیوں کا سن ۳۷۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہے' عیسوی کیلنڈر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت سے شروع ہوتا ہے' اسی طرح بکری سن اس واقعہ کی یادگار ہے' جب مہاراجہ بکر ماجیت کو ساکھا قوم پر فتح حاصل ہوئی' سن ہجری نبی آخر الزمان حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ یاد دلاتا ہے' اشاعت اسلام کا تعلق دو اہم امور سے متعلق ہے۔ اول ہجرت دوم نصرت' انہی دور میں باقی تمام احکام شامل ہو جاتے ہیں' مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا یہ مبارک سفر ماہ صفر کے آخر سے شروع ہوا اس سفر کا اول مرحلہ مکہ مکرمہ سے غار سور کا ہے تین دن حضور رحمت للعالمین ﷺ اپنے رفیق غار و رفیق مزار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس غار میں روپوش رہے' اس کے بعد دوسرا مرحلہ مدینہ منورہ کی طرف سفر کا ہے۔ ربیع اول کے آغاز میں حضور ﷺ مدینہ منورہ کی ابتدائی آبادی جہاں مسجد قبا ہے تشریف لائے' یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔

مدینہ منورہ کی چھوٹی و معصوم بچیوں نے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں یہ اشعار پڑھے:

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
مادعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا
لقد جئت بامر مطاع

ترجمہ: ''ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند ہم پر طلوع ہوا' آپ ہمیں اللہ کی طرف بلا رہے ہیں تو ہم پر شکر واجب ہے اے وہ ہستی جو ہماری طرف مبعوث ہوئی' آپ ایسا دین لائے ہیں جس کی اطاعت ضروری ہے۔''

بھٹکتے پھرتے تھے جو قافلے راتوں کو راہوں میں
اب ان کے دن پھریں گے رہنما کی آمد آمد ہے
ہدم کی راہ لو تو کہہ دو فساد و فتنہ و شر سے
یہاں خیر البشر خیر الوراء کی آمد آمد ہے
بزم توحید سے نافع کار نامہ آیا
کوئی پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا

ماہ محرم چونکہ حرمت کے مہینوں میں سے ایک اور اسلامی قمری سال کا پہلا مہینہ ہے تو اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت نبوی ﷺ سے موسوم کر کے نافذ فرمایا حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت یکم محرم ہے۔

یکم محرم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی تھی' جس پر اسلام اور اہل اسلام کو فخر ہے' جن کا نام سن کر کفر لرزہ براندام ہوتا تھا' جس نے عدل و انصاف کا بول بالا کیا' جس کے مشورے کے مطابق اللہ کا قرآن نازل ہوتا تھا' جس کی ہیبت سے عیسائیوں نے بغیر کسی مزاحمت کے بیت المقدس کی چابیاں حوالے کر دیں' وہ جو مراد رسول ﷺ تھے' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل جاتا تھا' وہ عظیم ہستی جن کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح محرم میں ہوا:

یکم محرم الحرام ۲ ہجری مطابق جولائی ۶۲۳ء میں حضور اکرم ﷺ کی لخت جگر' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ماہ محرم میں ہوا اسی طرح حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح ہمراہ سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یکم ماہ محرم الحرام ۳ ہجری میں ہوا' ماہ ماہ محرم الحرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اور مشرکین نے بائیکاٹ کیا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل و عیال واصحاب کرام کے لئے کھانے پینے کی اشیاء بھی روک لیں' محرم الحرام ہی میں حضور نبی اکرم ﷺ نے امراء و بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے اسلام کی دعوت دی۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت دس محرم الحرام ۶۱ ہجری میں ہوئی۔ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات محرم الحرام ۵۱ھ میں ہوئی' برصغیر ہند و پاک کی معروف اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیو بند کا قیام محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں وجود میں آیا' حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی وفات محرم الحرام ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔

عاشورا کا روزہ:

عاشورا کا روزہ بڑی فضیلت رکھتا ہے' ارشاد فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ ماہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل اللہ کے نزدیک محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے۔ (مسلم)

جناب رسول ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کا روزہ رکھتے دیکھا' آپ نے ان سے دریافت فرمایا: یہ روزہ کس لئے رکھتے ہو؟ انہوں نے بتایا یہ بڑا دن ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی اور فرعون مع قوم کے غرق ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانے کے روزہ رکھا' اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم زیادہ حقدار و قریب ہیں' موسیٰ علیہ السلام کے تم سے' پھر خود آنحضرت ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ (متفق علیہ)

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں امید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ سال بھر کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔" (مسلم)

جمع الفوائد میں ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھو تم عاشورا کا اور اس میں یہود کی مخالفت کرو کہ اس سے پہلے یا بعد میں ایک روزہ اور رکھو۔

رزین بیہقی اور مرقاۃ میں ہے کہ جس شخص نے عاشورا کے دن گھر والوں پر فراخی کی تو اللہ تعالیٰ سال بھر اس پر فراخی فرمائے گا۔

قرآن پاک میں حکم ہے کہ مصیبت و تکلیف کے وقت صبر کرو اور نماز سے مدد حاصل کرو اور فرمایا صابر لوگ وہ ہیں کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

مزید رسومات محرم:

۱:...... بعض لوگ اس بچہ کو منحوس سمجھتے ہیں جو محرم میں پیدا ہوا ہو' یہ غلط عقیدہ ہے۔

۲:...... بعض لوگ ایام محرم میں شادی کرنے کو منحوس و برا خیال کرتے ہیں' یہ عقیدہ بھی غلط قرآن و سنت کے خلاف ہے۔

۳:...... بعض لوگ ان ایام میں مخصوص کھانے کھچڑے پکاتے ہیں مسالہ جات تقسیم کرتے ہیں' یہ بھی واجب الترک ہے۔

۴:...... بعض لوگ شربت بنا کر پلاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شربت ہی اماموں کے پاس پہنچتا ہے' سو یہ عقیدہ سراسر غلط ہے' اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ شہداء ابھی تک بھوکے پیاسے ہیں۔

۵:...... بعض لوگ محرم کے ایام میں کالے کپڑے پہن کر سوگ مناتے ہیں' حالانکہ شرعی غم بھی صرف تین دن تک ہے' اس کے بعد کوئی سوگ منانا جائز نہیں تو جس واقعہ کو صدیاں گزر گئیں اس پر سوگ منانا کہاں سے ثابت ہوا؟

۶:...... بعض لوگ ایام محرم میں گھروں میں جھاڑو نہیں دیتے' صفائی نہیں کرتے یہ بھی غلط تراشیدہ عقیدہ ہے۔

☆☆..........☆☆

خدائی نسخہ

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمہ اللہ

اگر آج ہم میں سے ہر شخص محض اتنا عزم کر لے کہ آئندہ سے اپنی زبان اپنے قابو میں رکھے گا تو ذاتی اور خدائی' شخصی اور قومی' کتنی خرابیوں' کتنی رنجشوں' کتنے فتنوں کا اسی لمحہ اور اسی آن خاتمہ ہو سکتا ہے: "قولوا قولاً سدیداً" (بات کہو تو پکی اور مضبوط) کا فرمان جہاں وارد ہوا ہے' وہیں معاً یہ بشارت بھی دے دی گئی ہے کہ: "یصلح لکم اعمالکم۔" (تمہارے عملوں کی اصلاح ہو جائے گی' تمہارے بگڑے کام بن جائیں گے) کاش! ایک مرتبہ بھی ہمیں اس خدائی نسخہ پر عمل کی توفیق ہو جائے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

یکم محرم الحرام

شہادتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اسلامی تاریخ کا یاد رکھنا فرض کفایہ ہے‘ آج ضرورت اس بات کی ہے ہم اپنی نئی نسل کو اسلام اور اسلامی تاریخ کے پس منظر سے بخوبی آگاہ کریں یہ ہم پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ (ادارہ)

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت فاروق اعظمؓ نے عبداللہ ابن عباسؓ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم جو مجھے بے چینی اور بے قراری کی حالت میں دیکھ رہے ہو یہ زخم کی تکلیف کی وجہ سے نہیں ہے‘ بلکہ یہ اس فکر اور اندیشہ کی وجہ سے ہے کہ میرے بعد تم لوگ فتنوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ...... اس کی بنیاد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ عمرؓ فتنوں کے لئے بند دروازہ ہیں‘ جب تک وہ ہیں امت فتنوں سے محفوظ رہے گی‘ جب وہ نہ رہیں گے تو فتنوں کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی شہادت کے بعد سے شیاطین جن والانس کی طرف سے فتنوں کی تخم ریزی شروع ہوئی اور حضرت عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں فتنہ اس حد تک پہنچ گیا کہ اپنے کو مسلمان کہنے والوں ہی کے ہاتھوں وہ انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید ہوئے اور اس کے بعد خانہ جنگی کا جو سلسلہ شروع ہوا اس میں ہزارہا صحابہؓ و تابعینؒ شہید ہوئے۔ یہی وہ فتنے تھے جن کی فکر اور اندیشہ سے اپنے زخم کی تکلیف کو بھلا کر فاروق اعظمؓ بے چین اور مضطرب تھے اور آخر میں جو فرمایا:

”واللہ لو ان لی طلاع الارض ذہباً الخ“

ترجمہ: ”خدا کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے ہی اس سے بچنے کے لئے وہ سارا سونا فدیہ میں دے دوں۔“

اس کا مقصد حضرت ابن عباسؓ کو یہ بتلانا ہے کہ میں جو اضطراب اور بے چینی محسوس کر رہا ہوں‘ اس کا ایک دوسرا سبب جو زیادہ اہم ہے وہ عذاب الٰہی کا خوف بھی ہے اس میں کوئی شک نہیں‘ فاروق اعظمؓ کا یہ خوف ان کے کمالِ ایمان اور کمالِ معرفت کی دلیل ہے‘ جس کا ایمان اور

مفتی محمد بلال

عرفان جس قدر کامل ہوگا‘ اس پر اسی قدر خوف خدا کا غلبہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”ان اعلمکم باللہ واخشاکم“

ترجمہ: ”مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم اور معرفت تم سب سے زیادہ‘ اور اس کا خوف و ڈر بھی مجھے تم سب سے زیادہ ہے۔“

قرآن کریم میں بار بار یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی خاص رحمت اور جنت کے مستحق وہ بندے ہیں جو اس کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

سورۂ بینہ میں مومن صالحین کا یہ انجام بیان فرما کر کہ وہ ”خیر البریہ“ (اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر) ہیں‘ وہ آخرت میں ان غیر فانی جنتی باغات میں رہیں گے‘ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں‘ ان کو رضائے خداوندی کی نعمت حاصل ہوگی اور وہ اپنے اس خداوند سے راضی ہوں گے‘ آخر میں فرمایا گیا ہے:

”ذلک لمن خشی ربہ“

ترجمہ: ”یہ سب ان مومنین صالحین کے لئے ہے جو خداوند تعالیٰ سے (یعنی اس کی پکڑ اور اس کے عذاب سے) ڈرتے رہے ہیں۔“

بہر حال فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ہی ایران فتح ہوا‘ ایران کے جو مجوسی جنگی قیدیوں کی حیثیت سے گرفتار کر کے لائے گئے وہ شرعی قانون کے مطابق مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے کہ ان سے غلام اور خادم کی حیثیت سے کام لیں اور ان کے کھانے پینے وغیرہ ضروریات زندگی کی کفالت کریں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں...... ایران سے آئے ہوئے ان اسیران جنگ میں ایک بد بخت ابولولو نامی مجوسی بھی تھا‘ جو مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہؓ کے حوالے کیا گیا تھا‘ اس نے فاروق اعظمؓ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا‘ ایک خنجر تیار کیا اور اس کو بار بار زہر میں بجھایا اور اس کے بعد رات میں مسجد شریف کے محراب میں چھپ کر بیٹھ گیا‘ فاروق اعظمؓ فجر کی نماز بہت

سویرے اندھیرے میں شروع کرتے اور بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے۔

ذوالحجہ کی ستائیسویں تاریخ تھی وہ حسب معمول فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانی شروع کردی ابھی تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ اس خبیث ایرانی مجوسی نے اپنے خنجر سے تین کاری زخم آپؓ کے شکم مبارک پر لگائے' آپ بے ہوش ہوکر گر گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جلدی سے آپ کی جگہ آ کر مختصر نماز پڑھائی' ابو لؤلؤ نے بھاگ کر مسجد سے نکل جانا چاہا نمازیوں کی صفیں دیواروں کی طرح حائل تھیں' پھر اس نے اور نمازیوں کو زخمی کر کے نکل جانا چاہا' اس سلسلہ میں اس نے تیرہ صحابہ کرامؓ کو زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہوگئے اتنے میں نماز ختم ہوگئی اور ابو لؤلؤ مجوسی کو پکڑ لیا گیا' تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کرلی نماز ختم ہوجانے کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کو اٹھا کر گھر لایا گیا' تھوڑی دیر میں آپؓ کو ہوش آیا تو اسی حالت میں آپؓ نے نماز ادا کی...... سب سے پہلے آپؓ نے پوچھا کہ میرا قاتل کون ہے؟ بتلایا گیا کہ ابولؤلؤ مجوسی۔ آپؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت عطا فرمائی۔

آپؓ کو یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبولیت اس طرح مقدر فرمائی۔ آپؓ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے رسول پاکؐ کے شہر مدینہ میں ہو۔''

ایک مرتبہ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ نے آپ کی زبان سے یہ دعا سن کر عرض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ فی سبیل اللہ شہید ہوں' اور آپؓ کی وفات مدینہ ہی میں ہو؟ (ان کا خیال تھا کہ فی سبیل اللہ شہادت کی صورت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ میدان جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے شہید ہو)۔

آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اگر چاہے گا تو یہ دونوں نعمتیں مجھے نصیب فرمادے گا' بہرحال آپ کو اپنی شہادت کا یقین ہوگیا' آپؓ نے حضرت صہیبؓ کو اپنی جگہ امام نماز مقرر کیا اور اکابر صحابہؓ میں سے چھ حضرات کو (جو سب عشرہ مبشرہ میں سے تھے عثمانؓ علیؓ طلحہؓ زبیرؓ عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن وقاصؓ) نامزد کیا کہ وہ میرے بعد تین دن کے اندر مشورہ سے اپنے ہی میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کرلیں۔

پھر آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے سلام کے بعد عرض کرو کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں اپنے دونوں بزرگ ساتھیوں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن کیا جاؤں' اگر آپ اس کے لئے دل سے راضی نہ ہوں تو پھر جنت البقیع میرے لئے بہتر ہے......انہوں نے ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ پیام پہنچایا انہوں نے فرمایا کہ وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی' لیکن اب میں اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو یہ خبر پہنچائی تو فرمایا کہ میری سب سے بڑی تمنا یہی تھی' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے یہ بھی پوری فرمادی۔

۲۷/ ذوالحجہ بروز چہارشنبہ آپ زخمی کئے گئے تھے یکم محرم بروز یک شنبہ (ہفتہ) وفات پائی عمر شریف ۶۳ برس کی تھی۔ نماز جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی اور روضہ اقدس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں آپؓ دفن کئے گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ)۔

مسلمانوں کو حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت سے جو صدمہ ہوا الفاظ سے بیان نہیں کیا جاسکتا ہر مسلمان نے اپنی عقل کے مطابق انتہائی غم واندوہ کا اظہار کیا حضرت ام ایمنؓ نے کہا جس روز عمر شہید ہوئے اسی روز اسلام کمزور پڑ گیا' حضرت ابواسامہؓ نے کہا حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اسلام کے مائی باپ تھے وہ گزر گئے تو اسلام یتیم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ گزرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور ہمیشہ تک زندہ رہیں گے۔

☆☆..........☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

مادیت پرستی

یہودیت کا نیا فتنہ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام کے نام لیوا اور اس کے شیدائیوں کے مقابلہ میں اسلام کے مخالفین ومعاندین کی تعداد ہر دور اور ہر زمانہ میں زیادہ رہی ہے اور اسلام کو اپنے ابتدائے قیام سے آج تک نہ جانے کتنے فتنوں سے دوچار ہونا پڑا ہے' لیکن اس تاریخی شہادت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ علماء اسلام اور صلحاء امت نے ان تمام فتنوں کا نہایت پامردی سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کے حریفوں کو ہر محاذ پر شکست دے کر اسلام کے کارواں کو آگے بڑھایا ہے۔

چنانچہ اسلام پر اوّل ترین حملہ مادیت کی راہ سے ہوا' موروثی حکومت کے تسلسل اور دولت وثروت کی فراوانی سے اسلامی معاشرہ میں تعیش اور راحت پسندی کا عمومی رجحان پیدا ہوگیا تھا' جس سے یہ خطرہ ہو چلا تھا کہ خدانخواستہ ملتِ اسلامیہ بھی اگلی امتوں کی طرح تعیش کی نذر نہ ہوجائے اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے حضرات تابعین کی جماعت میدان میں نکل پڑی اور اپنے وعظ ونصیحت' دعوت وتبلیغ اور حرارت ایمانی کے ذریعہ مادیت کے اس سیلاب بلاخیز کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور امت کو اس طوفان سے بچالیا۔

اس کے بعد اسلام پر دوسرا حملہ عقلیت کی راہ سے ہوا' یونانی فلسفہ نے سطحی ذہنوں کو اپنی گرفت میں لے کر اسلامی عقائد واعمال کے خلاف ایک طوفان کھڑا کردیا' جس سے متاثر ہوکر امت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کی قیادت فقہاء اور محدثین کررہے تھے اور دوسرے کی عقلیت زدہ معتزلہ' یہ فتنہ چونکہ علمی انداز میں ابھرا تھا اور بدقسمتی سے حکومتِ وقت کی اسے سرپرستی بھی حاصل ہوگئی تھی' اس لئے ایسا معلوم ہونے لگا تھا کہ اسلامی علوم وعقائد یونانی افکار ونظریات کے مقابلہ میں اپنی توانائی اور سربلندی قائم نہ رکھ سکیں گے' ان سنگین حالات میں علماء ہی کی صف سے ایک بزرگ سر سے کفن باندھ کر میدان میں کود پڑے اور اس جرأت واستقامت

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

کے ساتھ کہ خلیفۂ وقت مامون الرشید کے تہدیدی فرامین ومعتصم باللہ کے طوق وسلاسل اور تازیانے ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کرسکے بالآخر اس مردِ جلیل کی ثابت قدمی کی برکت سے یہ فتنہ سرد پڑ گیا' اور امت ایک عظیم خطرہ سے مامون ومحفوظ ہوگئی۔

تیسری صدی میں معتزلہ نے اپنی عقلیت پسندی اور اپنی بعض نمایاں شخصیتوں کے سہارے اس سوئے ہوئے فتنہ کو پھر سے جگانا چاہا' لیکن امام ابوالحسن اشعری جو پہلے اسی کیمپ کے ایک فرد تھے اور ان کے تمام ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف تھے' ان کے مقابلہ میں آگئے اور بحث ومناظرہ اور زبانی تفہیم وتقریر کے ذریعہ ان کے حوصلوں کو پست کردیا اور آئندہ ان کے مقابلے کے لئے سو سے زائد نہایت اہم اور وقیع کتابیں بھی تصنیف کردیں اور ساتھ ہی اپنے تلامذہ کی ایک اچھی خاصی جماعت بھی تیار کردی' جس نے ہر عالمی محاذ پر معتزلہ کا تعاقب کیا اور انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کردیا۔

معتزلہ کی اس شکست کے بعد اسی فلسفۂ یونان کی کوکھ سے ایک نئے فتنہ نے جنم لیا جو اسلام کے حق میں اعتزال سے بھی زیادہ خطرناک تھا' یہ تھا باطنیت کا فتنہ! اس فتنہ کے بانیوں نے اپنی ذہانت اور یونانی فلسفے کی مدد سے دینِ اسلام کے اصول ونصوص اور قطعیات میں تحریف وتنسیخ کا دروازہ کھولنے کے ساتھ اسلام واہل اسلام کے خلاف قوت وطاقت کا بھی مظاہرہ کیا' جس کی بناپر اسلامی حکومتیں عرصہ تک پریشان رہیں۔

اس عظیم فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھی صفِ علماء ہی سے ایک مردِ کامل آگئے' جنہیں ہم امام غزالی رحمہ اللہ کے نام سے جانتے ہیں' انہوں نے براہ راست باطنیوں سے مقابلہ آرائی کے لئے فلسفۂ یونان کو نشانہ بنایا جو اکثر فرق باطلہ کا ماخذ ومصدر تھا اور اپنے علمی تبحر' قوت استدلال سے اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں اور ان فتنوں کے چشمے کو

ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ امام غزالی رحمہ اللہ کے ساتھ اس اہم خدمت میں امام رازی رحمہ اللہ اور ابن رشد کے کارنامے بھی بھلائے نہیں جا سکتے۔

خیر یہ سارے واقعات تو زمان و مکان کے اعتبار سے آپ سے دور تر ہیں' خود اپنے ملک کی تاریخ پر نظر ڈالئے' عہد اکبری میں ''دین الٰہی'' کے عنوان سے اسلام کے خلاف جو عظیم فتنہ رونما ہوا تھا' جس کی پشت پر اکبر جیسے مطلق العنان فرمانروا کی جبروتی طاقت بھی تھی' لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور ان کے ہمنوا علماء نے اپنے پائے استقامت سے اس فتنہ کے سر کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔

اور اس آخری دور میں سلطنت برطانیہ کے جلو میں الحاد و زندقہ کا فتنہ نمودار ہوا' اس کے مقابلہ میں بھی اگر کوئی جماعت نبرد آزما نظر آتی ہے تو وہ علماء حق کی جماعت ہے جنہوں نے سفید فام انسان نما وحشی درندوں کے ہر جور و ستم کو برداشت کر کے اسلام اور آئین اسلام کی حفاظت کی اور شہر شہر قصبہ قصبہ اور قریہ قریہ مدارس کی شکل میں اسلام کی چھاؤنیاں قائم کر کے پورے ملک میں اسلام کے سپاہیوں کا ایک جال بچھا دیا۔

چنانچہ ان مدارس کے ذریعہ اس طوفان کے رخ کو نہ صرف موڑ دیا گیا بلکہ اسلام کی جڑیں ملک ہندوستان میں اس درجہ مضبوط و مستحکم کر دی گئیں کہ دیگر بلاد اسلامیہ میں یہ استحکام تلاش کرنے کے باوجود بھی نہیں ملے گا۔

آج یہودیت و نصرانیت اور ہندو احیاء پرستی نے ایک بار پھر ہمارے جذبہ ایمانی کا امتحان لینے کے لئے اسلامی افکار و نظریات پر حملہ کرنے کے ساتھ مسلمانوں کے شعائر و مآثر پر حملہ شروع کر دیا ہے' وہ ہماری مقدس کتاب ہمارے عائلی و معاشرتی قوانین اور ہماری عبادت گاہوں کو ہم سے چھیننے کے درپے ہیں۔ اسرائیل اور امریکا کی زیر سرپرستی ''فرقان الحق'' نامی کتاب بھی اسی دجالی سلسلہ کی ایک کڑی ہے' جس کے ذریعہ مسلمانوں کو کتاب الٰہی سے منحرف کرنے کی سازش رچائی گئی ہے' اس لئے اپنے اکابر و اسلاف کی طرح ہمیں اس چیلنج کو قبول کرنا ہے اور ماضی کے فتنوں کی طرح اپنے جہد و عمل اخلاص و للّٰہیت اور علمی و روحانی رسوخ کے ذریعہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنا ہے' اگر خدانخواستہ ہم نے اس چیلنج کے قبول کرنے سے پہلو تہی کی تو مستقبل کا مؤرخ ہمارے اس رویے کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

☆☆..........☆☆

®
HB
TRUSTABLE
MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

ساتویں قسط

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اور ان کا جواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

۱۱:...... ”حضرت محمد نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ بکری کی طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں وضع کیا ہے؟ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے آدمی کے نکاح میں دی جائے‘ وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے‘ پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو وہ طلاق دے تو عورت دوبارہ پہلے آدمی سے نکاح کرسکتی ہے؟ یعنی اس پورے معاملے میں استعمال عورت کا ہی ہوا‘ مرد کا کچھ بھی نہیں بگڑا‘ اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟“

جواب:...... اگر دیکھا جائے تو قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی سراسر بدنیتی اور جہالت پر مبنی ہے‘ اس لئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مروجہ حلالہ کے لئے عارضی نکاح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تلقین نہیں فرمائی‘ بلکہ اس کی قباحت و شناعت بیان فرمائی ہے‘ چنانچہ محض پہلے شوہر کے لئے عورت کو حلال کرکے طلاق دینے والے حلالہ کنندہ اور ایسا حلالہ کرانے والے دونوں کو ملعون قرار دیا ہے‘ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحلل والمحلل لہ۔“ (مسند احمد ص:۲۵۰ ج:۱)

ترجمہ:...... ”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر۔“

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تین طلاق دینے کے بعد خاتون اپنے شوہر کے لئے حرام ہوجاتی ہے اور بلا تحلیل شرعی ان دونوں کا آپس میں دوبارہ نکاح اور ملاپ نہیں ہوسکتا‘ تو یہ قرآن کریم کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمایا ہے‘ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

الف:...... ”الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔“ (البقرۃ:۲۲۹)

ترجمہ:...... ”طلاق رجعی ہے دو بار تک‘ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے۔“

ب:...... ”فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔“ (البقرۃ:۲۳۰)

ترجمہ:...... ”پھر اگر اس عورت کو طلاق یعنی تیسری بار‘ تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔“

دراصل اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے نکاح کے اس بندھن کے توڑنے کے حق میں نہیں ہیں‘ وہ نہیں چاہتے کہ ایک ہنستا بستا گھرانا طلاق کی وجہ سے اجڑ جائے۔ اس لئے طلاق اگرچہ مباح ہے‘ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مباح و جائز چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اس بندھن کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین طلاق کو آخری حد قرار دیا ہے‘ جبکہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد نکاح ثانی کے بغیر مرد کے دوبارہ رجوع کرنے کے حق کو برقرار رکھا گیا‘ لیکن اگر کوئی انتہا پسند اپنی عجلت پسندی اور حماقت سے اس حد کو بھی پار کر جائے تو اس پر کوئی تعزیر اور تازیانہ ضرور ہونا چاہئے اور وہ تعزیر و تازیانہ یہ مقرر فرمایا کہ تم نے چونکہ اپنی بیوی کو بے قدر چیز اور نکاح کو کھیل بنا رکھا تھا‘ اس لئے تیسری طلاق کے بعد اب تمہارا اس عورت پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تیسری طلاق کی حد پار کرنے والے پر جب تعزیر و تازیانہ کے طور پر اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دے دیا گیا‘ تو دوسرے نکاح کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال کیوں قرار دے دی گئی؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیم نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”اعلام الموقعین“ میں اس

کی نہایت خوبصورت حکمت وعلت بیان فرمائی ہے' چنانچہ حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

''تین طلاق کے بعد مرد پر عورت کے حرام ہونے اور دوسرے نکاح کے بعد پھر پہلے مرد پر جائز ہونے کی حکمت کو وہی جانتا ہے جس کو اسرار شریعت اور مصالح کلیہ الٰہیہ سے واقفیت ہو' پس واضح ہو کہ اس امر میں شریعتیں بحسب مصالح ہر زمانہ اور ہر امت کے لئے مختلف رہی ہیں۔

شریعت تورات نے طلاق کے بعد جب تک عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے' پہلے مرد کا رجوع اس کے ساتھ جائز رکھا تھا اور جب وہ دوسرے شخص سے نکاح کرلیتی' تو پہلے شخص کو اس عورت سے کسی صورت میں رجوع جائز نہ تھا۔ اس امر میں جو حکمت ومصلحت الٰہی ہے' ظاہر ہے' کیونکہ جب مرد جانے گا کہ اگر میں نے عورت کو طلاق دیدی تو اس کو پھر اپنا اختیار ہوجائے گا' اور اس کے لئے دوسرا نکاح کرنا بھی جائز ہوجائے گا اور پھر جب اس نے دوسرا نکاح کرلیا تو مجھ پر ہمیشہ کے لئے یہ عورت حرام ہوجائے گی۔ تو ان امور خاصہ کے تصور سے مرد کا عورت سے تعلق وتمسک پختہ ہوتا تھا' اور عورت کی جدائی کو ناگوار جانتا تھا۔ شریعت تورات بحسب حال مزاج امت موسوی نازل ہوئی تھی' کیونکہ تشدد اور غصہ اور اس پر اصرار کرنا ان میں بہت تھا۔ پھر شریعت انجیلی آئی تو اس نے نکاح کے بعد طلاق کا دروازہ بالکل بند کردیا۔ جب مرد کسی عورت سے نکاح کرلیتا تو اس کے لئے عورت کو طلاق دینا ہرگز جائز نہ تھا۔

پھر شریعت محمدیہ آسمان سے نازل ہوئی جو کہ سب شریعتوں سے اکمل' افضل' اعلیٰ اور پختہ تر ہے اور انسانوں کے مصالح' معاش ومعاد کے زیادہ مناسب اور عقل کے زیادہ موافق ہے' خدا تعالیٰ نے اس امت کا دین کامل اور ان پر اپنی نعمت پوری کی' اور طیبات میں سے اس امت کے لئے بعض وہ چیزیں حلال ٹھہرائیں جو کسی امت کے لئے حلال نہیں تھیں' چنانچہ مرد کے لئے جائز ہوا کہ بحسب ضرورت چار عورت تک سے نکاح کرسکے' پھر اگر مرد و عورت میں نہ بنے تو مرد کو اجازت دی کہ اس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلے' کیونکہ جب پہلی عورت موافق طبع نہ ہو یا اس سے کوئی فساد واقع ہو اور وہ اس سے باز نہ آئے تو شریعت اسلامیہ نے ایسی عورت کو مرد کے ہاتھ اور پاؤں اور گردن کی زنجیر بنا کر اس میں جکڑنا اور اس کی کمر توڑنے والا بوجھ بنانا تجویز نہیں کیا اور نہ اس دنیا میں مرد کے ساتھ ایسی عورت کو رکھ کر اس کی دنیا کو دوزخ بنانا چاہا ہے۔

لہٰذا خدا تعالیٰ نے ایسی عورت کی جدائی مشروع فرمائی اور وہ جدائی بھی اس طرح مشروع فرمائی کہ مرد' عورت کو ایک طلاق دے' پھر عورت تین طہر یا تین ماہ تک اس مرد کے رجوع کا انتظار کرے' تاکہ اگر عورت سدھر جائے اور شرارت سے باز آجائے اور مرد کو اس عورت کی خواہش ہوجائے یعنی خدائے مصرف القلوب عورت کی طرف مرد کے دل کو راغب کردے تو مرد کو عورت کی طرف رجوع کرنے کا دروازہ بھی مفتوح رہے' تاکہ مرد عورت سے رجوع کرسکے اور جس امر کو غصہ اور شیطانی جوش نے اس کے ہاتھ سے نکال دیا تھا' اس کو مل سکے اور چونکہ ایک طلاق کے بعد پھر بھی جانبین کی طبعی غلبات اور شیطانی چھیڑ چھاڑ کا اعادہ ممکن تھا' اس لئے دوسری طلاق مدت مذکورہ کے اندر مشروع ہوئی' تاکہ عورت بار بار کی طلاق کی تلخی کا ذائقہ چکھ کر اور خرابی خانہ کو دیکھ کر دوبارہ اس قبیحہ کا اعادہ نہ کرے جس سے اس کے خاوند کو غصہ آوے اور اس کے لئے جدائی کا باعث ہو اور مرد بھی عورت کی جدائی محسوس کرکے عورت کو طلاق نہ دے۔

اور جب اس طرح تیسری طلاق کی نوبت آپہنچے تو اب یہ وہ طلاق ہے جس کے بعد خدا کا یہ حکم ہے کہ اس مرد کا رجوع اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے نہیں ہوسکتا' اس لئے جانبین کو کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق تک تمہارا آپس میں رجوع ممکن تھا' اب تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ ہوسکے گا' تو اس قانون کے مقرر ہونے سے وہ دونوں سدھر جائیں گے' کیونکہ جب مرد کو یہ تصور ہوگا کہ تیسری طلاق اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان بالکل جدائی ڈالنے والی ہے' تو وہ طلاق دینے سے باز رہے گا' کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہوگا کہ اب تیسری طلاق کے بعد یہ عورت مجھ پر دوسرے شخص کے شرعی' معروف اور مشہور نکاح اور اس کی طلاق وعدت کے بغیر حلال نہ ہوسکے گی اور دوسرے شخص کے نکاح سے عورت کا علیحدہ ہونا بھی یقینی نہیں'

پھر دوسرے نکاح کے بعد بھی جب تک دوسرا خاوند اس کے ساتھ دخول نہ کرلے' پھر اس کے بعد یا تو وہ مرجائے یا برضا و رغبت خود اُسے طلاق دیدے اور وہ عورت عدت نہ گزار لے' تب تک وہ اس کی طرف رجوع نہ کرسکے گا' تو اس وقت مرد کو اس رجوع کی ناامیدی کے خیال سے اور اس احساس سے ایک دوراندیشی پیدا ہوگی اور وہ خدا تعالیٰ کی ناپسندیدہ ترین مباح یعنی طلاق دینے سے باز رہے گا' اسی طرح جب عورت کو اس عدم رجوع کی واقفیت ہوگی تو اس کے اخلاق بھی درست رہیں گے اور اس سے ان کی آپس میں اصلاح ہوسکے گی' اور اس نکاح ثانی کے متعلق نبی علیہ السلام نے اس طرح تاکید فرمائی کہ وہ نکاح ہمیشہ کے لئے ہو پس اگر دوسرا شخص اس عورت سے اپنے پاس ہمیشہ رکھنے کے ارادہ سے نکاح نہ کرے بلکہ خاص حلالہ ہی کے لئے کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جب پہلا شخص اس قسم کے حلالہ کے لئے کسی کو رضامند کرے تو اس پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

تو شرعی حلالہ وہ ہے کہ جس میں خود ایسے اسباب پیدا ہوجائیں کہ جس طرح پہلے خاوند نے اتفاقاً عورت کو طلاق دی تھی' اسی طرح دوسرا بھی طلاق دے یا مرجائے تو عورت کا عدت کے بعد پہلے خاوند کی طرف بلاکراہت رجوع درست ہے۔

پس اتنی سخت رکاوٹوں کے بعد پہلے خاوند کی طرف رجوع کے جواز کی وجہ مذکورہ بالا تفصیلات سے ظاہر و باہر ہے کہ اس میں عورت اور نکاح کی عزت و عظمت اور نعمت الٰہی کے شکر' نکاح کے دوام اور اس تعلق کے نہ ٹوٹنے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے' کیونکہ جب خاوند کو عورت کی جدائی سے اس کے دوبارہ ملاپ کے درمیان اتنی ساری رکاوٹیں حائل ہوتی محسوس ہوں گی تو وہ تیسری طلاق تک نوبت نہیں پہنچائے گا۔" (بحوالہ احکام اسلام عقل کی نظر میں از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)

رہی یہ بات کہ اس سلسلہ میں عورت ہی کو ان تمام مراحل سے کیوں گزارا گیا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شوہر ثانی سے نکاح کی شرط میں شوہر اول کو اس مفارقت و جدائی کا مزہ چکھانا مقصود ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ بلا کسی ضرورت و مصلحت اور سوچے سمجھے طلاق دینے اور اپنے نفس کی خواہش سے مغلوب ہوکر اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کا یہ عذاب ہے' کیونکہ کوئی باغیرت مرد اس قدر اپنی تذلیل کو برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے کسی غلط عمل کی وجہ سے اس کی بیوی دوسرے مرد سے نکاح کرے' اس کے بستر کی زینت بنے اور پھر وہ دوبارہ اس کے نکاح میں آئے۔

دیکھا جائے تو اس میں بھی اس خاتون کی عزت و تکریم کا لحاظ رکھا گیا ہے' اس لئے کہ طلاق دہندہ مرد کو باور کرایا جارہا ہے کہ جس کو تم نے بے قدر سمجھا تھا' وہ ایسی بے قدر نہیں ہے' بلکہ وہ تو کسی دوسرے مرد سے نکاح کرکے باعزت زندگی گزار سکتی ہے' لیکن جب دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اس کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے اور پھر پہلا شوہر اس سے نکاح کی رغبت کرے گا تو آئندہ وہ اس عورت کی پہلے جیسی ناقدری نہیں کرے گا' بلکہ وہ اسے عزت و عظمت کا مقام دے گا۔ اب بتلایا جائے کہ اس میں مرد کی توہین و تذلیل زیادہ ہے یا عورت کی؟

افسوس!!! کہ اس فطری مسئلہ پر اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کے ہاں عورت محض شہوت رانی کا ایک ذریعہ ہے' اور وہ اسے کسی شمع محفل اور داشتہ سے زیادہ حیثیت دینے کے روادار نہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے یہ سوال دراصل اپنے آباؤ اجداد یورپی مستشرقین سے مرعوبیت اور ان کی ہم نوائی کا شاخسانہ ہے اور بس!

(جاری ہے)

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
خادم علماء حق: حاجی الیاس غنی عنہ
سنارا جیولرز
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545080-2545805

قادیانی جماعت‘ قادیانی قیادت کی نظر میں

انبیأ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اخلاص کے اعلیٰ ترین معیار کے حامل ہوتے ہیں‘ اس لئے ان کے متبعین پر بھی اس کے اثرات پڑتے ہیں اور وہ بھی مخلص ہوتے ہیں‘ اس کے برعکس جھوٹے مدعیان نبوت چونکہ ذاتی مفادات اور شخصی اغراض سے پُر ہوکر شیطان کے ایما پر اپنی جماعتوں کی بنیاد رکھتے ہیں‘ اس لئے ان کے پیروکاروں میں بھی اخلاص واخلاق کی کوئی رمق نہیں پائی جاتی۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا‘ جس نے اپنے مفادات کی خاطر انگریزوں کے ایما پر قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی‘ لیکن اپنے قیام سے لے کر آج تک قادیانی جماعت کا اخلاق وکردار جیسا رہا ہے اور جن القابات سے اسے پکارا گیا ہے‘ اس پر کچھ روشنی ڈالنے کے لئے قادیانی جماعت کے بعض قائدین کی چند تحریرات ان کے نام کی صراحت کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں‘ جن کا مطالعہ انشاء اللہ خود قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا‘ ملاحظہ فرمایئے:

قادیانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں

بھیڑیوں کی جماعت:

’’بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر اور اس عاجز سے بیعت کرکے اور عہد توبہ نصوح کرکے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ص ۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول‘ روحانی خزائن ص ۳۹۵‘۳۹۶ ج ۶)

کج دل جماعت:

’’میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ اور یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ص ۴۴۱ تا ۴۴۳ ج ا روحانی خزائن ص ۳۹۵‘۳۹۶ ج ۶)

بقیہ: بتاؤں میں تمہیں......

بھی گوشہ سے نکلی ہو اس کو مسلمانوں میں نافذ کرنے کی خدمت یہی ناپاک گروہ اپنے ذمہ لیتا ہے۔ یہ بنیادی تین بڑے اسباب ہیں‘ جن کی وجہ سے پوری امت مسلمہ پر جابر حکمراں پوری طرح مسلط ہوچکے ہیں۔

لیکن مشہور حدیث ہے: ’’لکل داء دواء‘‘ چنانچہ ہماری اس بیماری کا علاج بھی موجود ہے‘ لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے اندر ہمت وحوصلہ پیدا کرو‘ اٹھو اور اپنے اندر سے ناپاک اسباب کو دور کرو‘ جن کی وجہ سے خدا کی نافرمانیوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کا خمیازہ ہم اور آپ کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ بس اللہ کے دین اسلام پر ثابت قدم رہو‘ باہم تفرقہ بازی اور ٹوٹ پیدا کرکے دشمنوں کو اپنے اوپر حملہ کرنے اور ظلم و زیادتی کرنے کا موقع فراہم نہ کرو اور ارشاد باری تعالیٰ ’’واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا‘‘ پر کامل ومکمل طریقے پر جم جاؤ‘ اگر تم اس آیت پر عمل پیرا ہوگئے تو انشاء اللہ خدائے پاک تمہارے قلوب میں باہمی الفت ومحبت پیدا کردے گا‘ جس کے نتیجہ میں تم سب اللہ کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ گے‘ اور تمہاری جمعیت وقوت مضبوط ہوجائے گی‘ جیسا کہ قرآن نے اعلان کردیا ہے: ’’فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا‘‘ تو پھر کسی دشمن کی مجال نہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی بھی طرح کی آواز اٹھاسکے‘ چہ جائے کہ ظلم وزیادتی کرے۔

یقین مانو! اگر ان ناپاک اسباب کو ختم کرکے تم نے آپس میں اتحاد والفت پیدا کرلیا‘ خواہ تمہاری تعداد دشمنوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہو‘ پھر بھی ایمانی قوت کے نتیجہ میں تم ہی غالب رہو گے۔ قرآن کہتا ہے: ’’کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ‘‘ (کہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعت اللہ کے فضل سے بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے) دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین‘‘ (کہ اگر تمہارے اندر ایمان کامل ہے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے سامنے جم نہیں سکتی‘ تم ہی غالب رہو گے) بس شرط یہ ہے کہ خدائے پاک سے لو لگائے رکھو‘ مصیبت و پریشانی کے وقت اسی کو یاد کرو‘ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو زندگی کے ہر ہر شعبے میں داخل کرلو‘ خدائے پاک ہم سب کو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی جدوجہد ۹۰ سال پر محیط ہے

۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ پر فائرنگ کی

قادیانیوں نے قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے اپنے بیمہ شدہ سامان کو گھروں سے باہر رکھ کر آگ لگادی

فیصل آباد (وقائع نگار خصوصی) غازی اور مجاہد تحریک ختم نبوت مولوی فقیر محمد کا شمار شہر کے بزرگ سماجی رہنماؤں میں ہوتا ہے' وہ ایک طویل عرصہ سے انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر' جنرل سیکریٹری سیٹلائٹ ٹاؤنز ویلفیئر سوسائٹی اور سیکریٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہونے کے ناطے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں' فحاشی کے خلاف اور واسا کی نااہلی کے خلاف میدان جہاد میں برسر پیکار ہیں۔ ان کی ان خدمات کے پیش نظر گزشتہ روز ان سے خصوصی انٹرویو کیا گیا جس کی روداد نذر قارئین ہے۔ مولوی فقیر محمد نے کہا کہ ۳۲ سال قبل قومی اسمبلی نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں' مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ۹۰ سال بعد قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچا۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی تحریک ختم نبوت ۲۹/۴/۱۹۷۴ء سے شروع کی گئی۔ اس دن قادیانی جماعت ربوہ کی کمانڈو تنظیم خدام الاحمدیہ کے غنڈوں نے آنجہانی مرزا طاہر قادیانی غیر مسلم کی ہدایت پر چناب نگر ریلوے اسٹیشن سابقہ (ربوہ) پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر تفریحی ٹور سے واپسی پر چناب ایکسپریس سے چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے کے بعد ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے کی پاداش میں حملہ کردیا' جس کی اطلاع فیصل آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا تاج محمود اور مجھے پہنچی' طلبہ کو زدوکوب کرنے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی بے ہوش زخمی طلبہ کو گاڑی کے باہر نکالا گیا اور ریلوے پلیٹ فارم پر ہی طلبہ کو فرسٹ ایڈ دی گئی' بعد ازاں مولانا تاج محمودؒ نے ریلوے پلیٹ فارم پر تقریر کرتے ہوئے طلبہ کو یقین دلایا کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب لیا جائے گا۔ چناب ایکسپریس دو گھنٹہ تک ریلوے اسٹیشن پر کھڑی رہی' تمام بڑے شہروں کے علماء کرام کو طلبہ پر قادیانیوں کے ظلم سے آگاہ کیا گیا' شام کو پریس کانفرنس ہوئی شہر کے تمام علماء کرام شامل ہوئے اور ہڑتال کا اعلان کیا گیا اور تین دن تک رات کو امن و امان کی صورت کنٹرول میں رکھنے کے لئے علماء کرام نے خود نگرانی کی جبکہ قادیانیوں نے کچھ مکانوں سے اپنا سامان باہر رکھ کر آگ لگانے کا ڈرامہ کیا جو کہ انشورنس

مولوی فقیر محمد

کمپنی سے بیمہ شدہ تھا' اس کے بعد مجلس عمل ختم نبوت قائم کی گئی' جس کے سربراہ مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تھے' حکومت نے صمدانی کمیشن قائم کیا جس نے اس واقعہ کی تحقیقات کی اور قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد قادیانی نے میرے خلاف صمدانی کمیشن میں ایک درخواست دی کہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا' جس پر اس وقت کے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی فیصل آباد کو طلب کیا گیا' انہوں نے مرزا ناصر قادیانی کی درخواست کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا' اس کے بعد قومی اسمبلی کو انکوائری کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا اور مرزائی لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا ناصر احمد قادیانی پر گیارہ روز تک جرح ہوتی رہی' آخر میں ایک سوال پر مرزا ناصر نے کہا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے' اس کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد پاس کی' جس پر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں' مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا' اور ربوہ شہر کو کھلا شہر بنادیا گیا' اس طرح ۹۰ سال بعد قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچا' مگر اس آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہوئی' انہوں نے بتایا کہ ختم نبوت کی تحریک منظم اور پُرامن ہونے کے پیش نظر تین ماہ دس دن میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی' ۱۹۸۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دوسری تحریک پر جنرل ضیاء الحق نے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کر کے قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور شعائر اسلام استعمال کرنے کو جرم قرار دے دیا' جس کی سزا تین سال قید بامشقت اور جرمانہ مقرر کی گئی' جس کے بعد قادیانیوں کے سابق سربراہ آنجہانی مرزا طاہر غیر مسلم راتوں رات بھیس بدل کر بھاگ کر لندن جا پہنچا اور پناہ حاصل کی اور اپنا ہیڈ کوارٹر چناب نگر سے لندن منتقل کرلیا' ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے بعد حکومت پنجاب کے محکمہ ہاؤسنگ سرکل فیصل آباد نے میری درخواست پر چناب نگر میں پچاس ایکڑ رقبہ پر رہائشی اسکیم تیار کی' جس میں سے انتیس ایکڑ اراضی قادیانیوں سے حاصل کی گئی' وہاں مسلمانوں کو آباد کیا گیا اور اس بستی کا نام مسلم کالونی رکھا گیا' اس مسلم کالونی میں عالمی مجلس نے نو کنال رقبہ پر مختص پلاٹ پر ختم نبوت عالیشان مسجد تعمیر کی' جس کا مینار سب سے بلند ہے' انہوں نے بتایا کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے "نیا قادیان" رکھا گیا' عالمی مجلس نے اس نام پر احتجاج کیا اور میری تحریری یادداشت پر اس کا نام "چناب نگر" رکھا گیا۔

☆☆..............☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، نفلی عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ